ہمیں تن پروری گرما بخاک زرنگو کہ رکھتا ہے خرابہ عاقبت تعمیر کا عالم

سنو گو چند بار استعور دلی سے بکو

حفیظ آتا ہے اکثر دیکھنے کشمیر کا عالم

دشت میں بیمار سر فغاں ہیں ہم
بلبل موسم خزاں ہیں ہم

پرورش خوں کی ہے ہمیں ضرور
سینۂ گلشن باغباں ہیں ہم

خوف تجھ کو دام میں چھپے آئی
نغمۂ گم کردہ آشیاں ہیں ہم

اشک اپنی فغاں کب ٹھہرا
جرس گنگ کارواں ہیں ہم

ہے تصور میں مجمع یاراں
خوش بہر حال ہیں جہاں ہیں ہم

سوز دل اپنا شمع روشن ہے
جلوۂ بزم عاشقاں ہیں ہم

سر مرے جسم ہے غبار ہوا
گو تیری خاک آستاں ہیں ہم

ہیں غریب الوطن نہ پوچھ ہمیں
مثل ریگ رواں رواں ہیں ہم

بار ہے جسکو برگ و بار اٹھا
وہ شجر زیر آسماں ہیں ہم

ہیں بزرگ اگر حفیظ دلی
بیش از اہل استخواں ہیں ہم

وہ نور دیدگان جو لکھنا تر گہر سے کم | آنے لگا ہے سبکہ جہاں کی نظر میں کم

ہر چند مہر حشر کے گرمی ہے یک بلا | لیکن ہمارے سوز سینہ داغ جگر سی کم

راس آگئی ہے منزل آفاق خضر کو | جیتا بجا ہے ورنہ کوئی اس سفر میں کم

کم فرصتی ہے کہ عجب کیا گرم جوشیان | نیر ہے اپنے جلوہ سے تشنہ رسی کم

جس آئینہ صفائی تو رکھتے ہیں یار کو | پر دیکھتے ہیں خلق کو چشم ہنر سے کم

تصویر کا جو شوق ہے کیا آرزو ہے چیر تیر در | رہتے ہیں نت لگی ہوئی دیوار و در سے کم

کرتا نہیں ہے نکہت گل سے وفا دماغ | ہے مجھکو اختلاط نسیم سحر سے کم

جی لب پہ آگیا قلق دل سے بار ہا | کیا حسرت فراق میں ہم دوستکار سے کم

بھیجا مرغ نامہ بر کے عبث التجا کروں | رنگ پریدہ کیا ہے مرا نامہ بر سے کم

قطع ہوا ہے ناخن قفس سے کہ اب بے نہیں | ہے بال کو اپنی جو اس پروانہ پر سے کم

جانم نے آبروی محبت نہ خاک کو | تر دامنی زر خلق ہے لیکن گہر سے کم

سو ہیں ہے اپنا نالہ دل جان عندلیب | ہے گو کہ اختلاط فغاں کو اثر سے کم

راہ عمل سے کھینچ لیا اب قدم حفیظ | یکبار تھا کہ ہو گیا یکبار سر سے کم

ادب سے لب کھلتی ہے عالم کا کام | معقل بن عیسی علیہ السلام

کدورت کو دھوتی ساقی لا مدام | دکھا گلشن عیش کو صبح رجام

بتا چشمک ساغر بے نظیر | کہ عید کا روز ماہ صیام

کی استقامت بلادی مجھے | کرتا ہے لغزش میں آدمی کا کام

کہاں ساقی نامہ تو آ گیا | غزل کو تو سمجھا کہیں انصرام

خطرناک ہے یہ سفر کی جگہ | خبردار رہ جب تک آئے مقام

منم اس شہرت سے عزلت نشین | سمجھتا ہے یہ ننگ عنقا کا نام

اسی خبط سے ہوں تماشای سود عشق | کباب دل اپنا نہ رہ جائی خام

مرے ضعف نے رخصت گفتگو | گرہ ہو گیا آ زبان پر کلام

ترا حسن ہے آفتاب سحر | کہ مشتاق دیدار ہیں خاص و عام

عیاں ہوگا عالم پہ آشوب حشر | کہ آیا مہ چہرہ شید بالدی ہام

قلق سے لبوں جان جاتا رہے | ہیں دکھو نہ رکھو اگر تمام تمام

مبارک تجھے جیسے عندلیب | کہ بیان دم بخود ہیں گرفتار دام

نہ رکھہ بجھ کو ہم شغل کا تو | کہ تعویذ یہ تکلیف ہیں تمام

اثر ہے یہیں اور عزیزو لکھا آج / ہمیں ہے جو کل اوسکے محی خودم

کہ در بدر ہرزہ گردی عزیز / حصول قناعت نہیں بے جام

وہ رزاق مطلق ہے روزی رساں / سبب کیا ہے زہر تلاش طعام

دگر چہ ہم لینے ہے ہر خلق پر / رہ عشق میں کم کچھ تہا ہی کام

جہاں دشت پیمای وحشت تہا میں / بھٹکتے ہیں حضر علیہ السلام

حفیظ اپنا آقا ہے شاہ نجف

کرے جسکے قنبر کا قیصر غلام

دل میں نعیم یار گلستاں کی جا نہیں / غنچہ کو اپنے باد صبا کی ہوا نہیں

رہتا ہے تو دلوں کے محبت دو رنگ شکست / ظالم خدا کا خوف کر اسقدر ستمگر نہیں

کالمث گلستاں جہاں کی یہ تجہ بغیر / آشفتہ خاطر ایسے کہیں بھی لگا نہیں

اندازہ ہی کی وسعت نعمت آسماں و طبق / کوئی مکان دل کے سوا دیکھا نہیں

آنکھوں نے خلق دیکھی بعد فنا ہمیں / مت غبار اپنا کہ ہم از طوطیا نہیں

وہ شوخ اب ہے شیخ و برہمن کی جا تھی / ہم جو دیکھتے ہیں وہ عالم رہا نہیں

یا دستگیر دو جہاں مرتضی علی / قطعہ مجکو تیرے جناب سوا آسرا نہیں

دو جہاں میں

دونو جہاں میں عزت و حرمت رہی مری / اسکے سوا غلام کا کچھ مدعا نہیں

اب یاں نہیں سوا کے جو آشوب روزگار / یہاں جہاں کی شور قیامت اوٹھا نہیں

نور دو رفنا رہا اثر فقر کب مرا / نقش کف گذر روی زمین ہو رہا نہیں

اظہار درد دل ہی عبث تجھ سے مشکل / کیا قدر ہے تجھ کو کہیں مبتلا نہیں

مطلع حفیظ اور کوئی عنبر بانہ پڑہ

ظالم تو لو یہی رد سے آگاہ کیا نہیں

اہل عدم سے آنکھ کوئی لڑی نہیں / شاید یہ لوگ و باش کے لائق سرا نہیں

موج تبسم لب لعلیں جاناں نظر پڑی / اے خضر مجکو حسرت آب بقا نہیں

جا بار رو برو میں ضیاء آفتاب گل دکھتا / کو تہ نظر آنکھ اوس روزہ سے نہیں

رزادے ہے حسرت کو نہیں غنچے کی ادا / ہمکو گدا و شاہ سے کچھ التجا نہیں

مت پوچھ اختلاط یاران دگر / بیان صورت آشنا بہت آشنا نہیں

خنجر ابنا آب سے پیدا ہا غبار / سر پر ہمارے منت بال ہما نہیں

دل اپنا کہ رنگ تا سر مژگاں رسید تہا / آثار ضعف خواب میں حتے کہ تلک نہیں

شاید وہ بردن یار وہ کہیں چھپا گیا دو / دیر و حرم کا سو کس کچھ رسیدہ ہم نہیں

کیا اوس نکتہ کی تقریر انداز بیان کیونکر
دل بیار فیق قابل صحبت رہا ہیں

اوس جا پہ کاروان سے وار حفیظ رہ گیا
جو دشت سیر منزل میں ہانک دی راستی

دنبال صبا کے جا بدنت ہیں لگے ہیں
ہیں گرم رہ الفت ہم برق بنی گئے ہیں

ہم دست دگر یا ہیں ہر بحر سے یکرنگ
ہم تیز ہیں کمند و نفس ہر چند کہ پا گئے ہیں

ہم مثل بگولہ کی دنیا ہی ہیں سیجان ہیں
دامن کو عدو تیرے تک جا رکے بیٹھا ہیں

سایہ بکر مغیلان کے وہان ظل ہما پایا
بیر طالع خواہید کے کیا جسی شگفتہ جا ہیں

دریای محبت ہیں ہے اوج کا سر چشمہ
جز جوش یہ قطرہ یہ ہیں جا بجوشی بہ اکرام ہیں

جنسی ترے لب دیکھو لالہ کو شکر پارے
کیا آب بقا دیکھ یہ ہم خضر نے پاگئی ہیں

کس سنگ کے سنا دیں دیکھو تو حفیظ اسی
تو دریں نہ چھو ہے ہیں چھوٹی ہیں یار بیگانہ ہیں

بہار باغ چمن یا مرغ سیر کی آنکہ نگاہ کو
گل شگفتہ ہیں یا غنچہ دل آتنک ہوں

ترا ابر بہار ہے لیکن نہ پیہ جانا
قرار نسبت یا گلشن کا آب و رنگ جس کا

ہات کی مکروان جعلی کی فکر آئینہ دیکھا
ہر آن ہر ہم ہیں دیکھنے ہم کیا ہو

اہل حسن

ریکو مسافر منزلت عاشق نواز آیا
کہ ہمیں آویزہ وہی سکون کو جمع کرکے ہو

بز نگہ یا مہ گردش عمر سر سپہر سے دیا ہے
کیا یار رب خاتم یا نگین کا ناخن کئی ہو

وہ زلف وخال آتشہ ہی نظر ہم دیکھی گیا
وہ زبر ہند ہیں ہا وہ ملک زنگ ہم کھا ہو

حفیظ یکجا ہی حیرت ہیں محو تحقیقی ہم بہرود ہیں
حباب بحر میں ہیں پاکر اون کے آشنا ہو

وہ جو بن جو گی اترا ہے کہ دلبر نہا
سرو چمن رنگ بہار گیا نہ ہیں

موج سے جام عشق یکجا ہی دریا فی طلق
گوہر جم بخشی وہی چاہی حباب لہر ہیں

نیست لب جانب تو نا کجا آگیا
ہیں بہ ارب تعلم صفت بلا زہر

عقل کو فرمانہ کام کا مشکل ہمارا
کات دی دیوانہ وار عمر کو دکھا دی ہیں

ماہ طلسمات ہے دل غیر داغ دل آنکھ حفیظ
بسکہ چراغ ایک اور رفتہ سبھا ہیں

خوب حباب اس بحر میں کہ اختیار انسان نہیں
اپکدم رنگ کی ہیں ہم کو ستعار انسان نہیں

کام اجادوی تو بہتر ہی ہنو بہاد آہ
خوب ہم سمجھے ہاں یہ مشت غبار انسان نہیں

زور گگت جمن ہی ہمکو دیکھے اں باغبان
کون داغ جگر بر رنگ بہار انسان نہیں

چاہئے ہے رشتۂ الفت گرہ کسی سے — ناصحا اپنا گریباں تار تار اچھا نہیں

ہم ہیں سودائی تو ہے عالم گریباں ہم جنوں پر شور — بسکہ ہے منظور ہم کو عیاں اچھا نہیں

کب رہا ہم سے دلِ جلو کچھی قبر پر روشن چراغ — کوئی جز داغ جگر شمع مزار اچھا نہیں

ساتھ ہے اشک و آہ و نالہ کے دلا تو بھی چلا — وادی ہجر میں تجھ سے انتظار اچھا نہیں

وعدۂ وصل آج ان کا کہہ ہوئی اور پھر گئے — ہم اونہیں دل دی کے پھر لیں یہ شعار اچھا نہیں

خوب جانا ہے کس آن یہ ہم سر ...

حفیظ اب اور کچھ کہتے ہیں یار اچھا نہیں

کچھ نہیں عمر کو کر ہے تلف یا شراب ہے — ہوتا ہی عاقبت تو گنا جواب ہے

سنتے ہیں آج اوسکو کہنے وہ شاد ہا — تہا غمزدہ کوئی جس سے پوچھا جواب ہے

ہاں تم ہی تمیز سفید و سیاہ تمیز — یکساں ہی روز و شب تار خواب ہے

جو دم کہ ہو سکا غفلت میں خراب ہے — آخر تو ڈوب جانا ہی یکبار حباب ہے

کس سے خیال بندہ ہو کیا جو حفیظ

کہنے لگی یہی آپ تو اشعار خوب ہیں

الفت سے ان کو ہم محبوب جانتے ہیں — واقف نہیں میاں دل ہم خوب جانتے

محمل

کیوں نہ ہو خاموش ہم محفل کی رونق کر کر — ہیں چراغ صبح کیا اظہار خاموشی کریں

گرد باد دشت اٹھا محمل لیلی کی شکل — ہم جو وحشت ہیں خیال خانہ بر دوشی کریں

مجنوں ہے ہلالِ عید آغوش تماشا کہنہ — دیکھئے کس شغل سے ہم آغوش کریں

جادۂ تحقیق ہے منزل مقصد رسا — خود کو ہم پا ہیں نہ جب تک خود فراموشی کریں

پڑھ ہلا کر قافیہ وہ مطلع روشن حفیظ

جس چراغ صبح جانب سے رونق کریں

شمع محفل کو جو ہم تعلیم دل سوزی کریں — اپنے زخم دل کو پروانہ جگر سوزی کریں

سایۂ ابرو ہو جا تیغ دو دم بھی ہم اگر — دل ابرو کا اظہار سینہ زوری کریں

صفحۂ ... — تو خطوں کی ... عشق غم اندوزی کریں

ہم گریبان چاک مانند سحر عاشق کئے — دیکھئے وہ ماہ کب جلوہ افروزی کریں

سینۂ صیاد ہم چاک مانند قفس — بلبلیں ... نالہ آموزی کریں

نغمہ بلبل ہے بخشے زاغ کو ظل ہما — کیونکہ ہیرا تیرہ بخت ان اثر فیروزی کریں

اپنے آہوؤں کی جو سوزن ہیں ہر گیسو کا حفیظ

چاک داماں قیامت تک جگر دوزی کریں

ابدال ص

بنائی گھر جن آپ اپنا وہ بہار رشک لے بیٹھے ہیں — پریشاں در بدر پھرا کیے خانماں ویراں ہیں ہم بھی
بہار باغ سے مطلب بلبل سے غرض ہم کو — چمن میں مثل شبنم باغباں مہماں ہیں ہم بھی
عجب جور رقیبوں نے کیا جواب ہم پر کھیل آنکھیں — کہ مثل آئینہ ہم روز و شب حیراں ہیں ہم بھی
چرانا جام پیالوں پر نہ آنکھیں بہر ساقی — کہ ہم بھی تشنہ لب مجلس میں تیری آن بیٹھے ہیں
خبر کسکو آنے کی جو صد رشک کہ اپنا — جگر سے چشم تک خنجر سے تا دلاں ہیں ہم بھی
نہیں ہے خال دل طاق خم ابروی جاناں ہے — لیے تیغ در کعبہ پہ بیٹھے درباں ہیں ہم بھی
کہاں اوس کی نظر خاکساروں کو تو دیکھیے اپنا — برنگ نقش پا بے سر و ساماں ہیں ہم بھی
یہ سنتے ہیں جو کافر آستینوں کو لگاتے ہیں — یہ ہم جو کہتے ہیں کہ در پر نادان ہیں ہم بھی

حفیظ اللہ کی قدرت میں ہر یک آدمی ہے
کہ جسکے منتظر ہیں سیکڑوں انساں ہیں ہم بھی

دل اوس قاصد کی خدمت میں دیا میاں گزران ہیں — کہ جسکے در پہ ہم جیتے ہوئے بیجان ہیں ہم بھی
طرف کعبہ کی ہمکو یا ری بتخانہ لے چلیے — میاں عشق آپ کے ہم تابع فرماں ہیں ہم بھی
دل پر درد آہ سرد چشم تر فغاں لب پہ — تیرے کوچہ میں عاشق کی بیرے ساماں ہیں ہم بھی
بہار گزشتہ کی ہے ہوس سنگ محبت میں — طرح شمع سحر کے دور کی آن بیٹھے ہیں

حفیظ ادیبا

حفیظ اوس کے گلی میں دل خواہ کو جو دیکھا — گرفتہ دل سبھی دیکھی ہوئی بے اوس بیاں ہیں ہم بھی
غرض یہ ہے کہ آئینہ سامنے پر رکھ دیکھو — اسی مطلع کو ہر تیری بار دل نالاں بیٹھے ہیں

دل اوس قاتل کی خدمت میں دیا گزران نہیں ہے
کہ جسکے در پہ ہم جیتے ہوئے بیجان نہیں ہیں

وہی کچھ سر جو بزم جہاں میں ہے بیٹھے ہیں — کہ جو بار ہوس اس یکہ دنیا پہ بیٹھے ہیں
اوٹھا دیکھی سیاہ سے ہر کوئی دم میں سیہ بختے — سمجھ کر ہم کسکا سایہ دولت بیٹھے ہیں
خیال چشم ہم نے کو مستی جام سے رکھا — نیاز ہی بیٹھے جہاں سار رہتی ہیں
سراغ حضرت ولی میں ظلمات میں تا حالا — خدا جانا کہ ہر کو زلف میں بیٹھے ہیں

حفیظ اس بحر میں مطلع بدل کر قافیہ لکھا
کہ اہل بزم سنتے ہیں کہ تیرے اشعار بیٹھے ہیں

لگی آتش جدائی خورشید ہم غمناک بیٹھے ہیں — برنگ صبح جاں بر لب گریباں چاک بیٹھے ہیں
برنگ مہرہ شطرنج غربت ہی میں گھر ہے — کہاں آرام سے انگشت افلاک بیٹھے ہیں
ندی تحریک ای موج حوادث نا تو تو — کنارا ہم پکڑ کر خس و خاشاک بیٹھے ہیں
شرار آسا ہنسی میں قافلہ منزل ایک آتش — نہ تیرے ہر رہ فنا چالاک بیٹھے ہیں

حفیظ اپنی سی جو بنی آئی دیر حرم اچھا | کہ مدت سے در پیر مغاں ہم تاک بیٹھے ہیں

برنگ آفتاب اب جلوہ فرما گاہ گاہ ہوں | نظارۂ عشق ہر جہت سے کہ ہیں منظر منظر ہوں
تماشا دیدہ کو نہیں سکھاتی ہیں خود آرائی | جو مثل آئینہ در اصل دیکھو صاف تر ہوں
تیرا ہیں ناتواں ہم بوئے گل آسا عزیز اپنا | صبا اٹھکر نہ بہجاوے گی گر در پہ یار پڑے ہوں
نہو رتبہ سوا اپنے کبھی خونریز مردوں کا | اگر تیغ ہیں وہ یا بقیں ہیں ادا کا جوہر ہوں
نہ تجھ یک ادائی یا صبا کیوں کا جلوہ | کہاں سر گرم گشت گل ہیں ہم نہیں شبنم کا گوہر ہوں
حرم میں آ رہا ہوں شیخ بریۂ الفت کے | جو لب پہ نام حق آوے تو جیتا دیکھیں ہوں

حفیظ تب تک تو کر نہ دل ہر انہیں یار روشن
چراغ شام کے مانند جلتا گاہ گاہ ہوں

گو صورتیں تو ہوں نکہت دلیں بستیاں ہیں | خانہ خراب انکھیں پھر بھی تو بستیاں ہیں
یک گوشہ نگہ سے تحفہ کریں جہاں کو | وہ جی فروش تیری انکھوں کی مستیاں ہیں
جاتی تر نہیں ہی دل میں تو آتش کا فر | ورنہ ہمارا آہیں تیرے ہی دستیاں ہیں
ای جو دیر ہم دیکھا حرم کو بالا | وہاں بت پرستیاں ہیں یہاں حق پرستیاں ہیں

ہمکو

ہمکو رہت سمجھو راہ طلب کو غافل | جتنے بلندیاں ہیں آتی ہیں پستیاں ہیں
ہیں دل کف ہزاروں مشتاق یک نگہ کے | جنس یہ ہر سو گرداں ملکوں میں سستیاں ہیں
دل ہاتھ سے نہیں ہیں گر مند جابی چشم عاشق | ان سنگدل بتوں کی تنگ دستیاں ہیں
کب مرغ دل اڑتے صیاد ہیں وہ انکھیں | تار نظر سے شہر بساتی ہیں کی کستیاں ہیں

تسکین دل نہیں ہی پھر آہ سے حفیظ اپنی
گو صورتیں تجمل کے نت لیں بستیاں ہیں

بت کا فرد الا نظر و نہیں پر تو نے کرتا ہی پا ہیں | کر دم میں شیخ کو شکل برہمن کرتا ہی
جہاں کرتا ہی گرمی آفتاب حشر کی حافظ | تجھ داغ جگر ہم آج روشن کرتا ہی

حفیظ آج عرش پہ مخمور ان کی خود ہیں اور آہ کو
او در ہر طاوس ہر صحرا ہیں بہار کرتا ہی ہیں

ہیں داغ جگر روشن اور اشک چمکتے ہیں | ہاتھ ہی پر ستار تاری بھی چمکتے ہیں
ابر بہی صبا بار جھکا کو دامن کا | جب ہم مخمور خرام ہم کعبے سے لگتے ہیں
یہ وصل ہی عیدوں کا جو کی ہر دم ہم | مجلس میں اور نہیں جیتا ہم اور نکلتے ہیں
ہی ہم دشمنی دم کے سینہ میں تو نزد افزا | داغ جگر اپنے جب الگاری دیکھتے ہیں

بجھکتے ہیں؟

١

ہم رنگ ہے بہت سی نزار ضعیفوں کے بیٹھی ہیں یہ ہوئی ہر دم غضب سا یہ کرتی ہیں
ہے آہ مری مارِ خزینہ دل شہر ہی غزالوں سی لٹک چلتی ہیں وہ جو چمن ہم اور زلف کی ہیں

کیا کہیے حفیظ اپنے احوالِ مسیحا کا
وہ گرم تبسم سے بیمار رکھ سکتے ہیں

سخن میں جب سے معنی ہوں ہوئی ہے پیدا رنگینی نہ سمجھا ہم کو لوگوں نے ہے خیر جنہوں کو نہیں
ہر رنگ میں ہر جگہ ہیں تلاش یار کے لوگ نوبت ہمارے ہاتھ ہے کمین خورسند لوگو نہیں
دلِ تو جل کے سینے میں دماغ عقل سے ہے تجھے ہے خبر نادان مت بیان کر کہ لوگو ہیں
قیاس اپنے میں انکی گفتگو مطلق نہیں آتی اگرچہ اپنی ہی کندہ ہے دانشمند لوگو ہیں
کرے ہے چشم قصدِ قتل مژگاں تجھ سے ہر دم نہیں سر دل کر کا گو نہ ہو خورسند لوگو نہیں

بہ رنگ غنچہ ہیں دل تنگ بلبل از حفیظ اکثر
ہوا و تاز جنبد و نعل دولت مند لوگوں میں

راہِ طلب میں دیکھتے ہیں بند پایا ہیں اسیر میں یار سالک ہے ہم سخن بند ہیں
پیری میں مثل گاں اوس کی کمر کے ایک دل ابتک مزاج میں ہے رنگ سند یاں ہیں
سرو روانکو ہم سے جانتے ہیں گلشن کے فاختائیں بیچ خندہ یاں ہیں

سلک گہر

سلک گہر ہی مصرع ہے شعر کا لئے جو حکم سخن میں اونکی باتیں جنیندہ ہیں
ہر یک سخن بہتر نیاز و ادا کا اونکے یہ کس سے جدا انکی خاص بندیاں ہیں
بعضے ہیں قصد نا کرتے ہیں ٹہنا ل ان خام نظر توں کے فکر نے کمندیاں ہیں

انگور شِ حفیظ اپنے کہتا ہے روز و شب
دشمن کے اصطبل کا موقوف خنیدہ یاں ہیں

ہر تار زلف سیہ فام نظر میں آتا ہے صبح وطن شام نظر میں
بیتاب دل کھینچ لائی عدم سے آئی بہار صورت آرام نظر میں
ای آتش عشق اسکو نہ کر اور ہے آتش آتا ہے کباب دل ابھی خام نظر میں
ہیں آہوی رم خورد صحرای عدم ہم یہاں نقش قدم آتے ہیں جو دام نظر میں
ہیں رند خرابات ہیں کم اندیشہ سبو کش ساقی کو ہی بہتر ہے جام نظر میں
جب سے خالی خمِ لغزش ہے رکھتا ہیں او ساقی گلفام نظر میں

خوش جان حفیظ آج ہے دور مئی گلگوں
ہے خوب ہر گردشِ ایام نظر میں

عدم سے میں جگر داغدار لایا ہوں برای سیر باغ بہار لایا ہوں

قرار ہوویگا کیا خفتگان خاک کو خاک
کہ اپنے ساتھ دل داغدار لیا ہوں

فرشتہ ہیں گرم اختلاط اوس سے
غرض ہیں ایسا ہوں کہ صحبت برار لیا ہوں

مرا یہ خون شدہ دل نذر خنجر جاناں ہے
وہ نہیں مریض سنا تھا انار لایا ہوں

تری جناب میں ای کبریا نیاز سینہ
غرور چھوڑ دیا انکسار لایا ہوں

پیالہ پائی ہم ان کا غم نہیں مجکو
کہ التجا بدر شہ سوار لایا ہوں

فنا کے بعد بھی سرگرم آہ ہی دل زار
یہ اپنے ساتھ ہی شمع مزار لایا ہوں

ہوا نہال نہ الفت کے باغبان سے
کہ سرسبزی ہاں [illegible] داغ یار لایا ہوں

بقول میر جلد بہار اور ہر کو واہ حفیظ
ابھی تو اور کئی ہیں نکھار لایا ہوں

نہ ہیں دنیا کا مایل نہیں عقبا کا طالب
گرفتار جفا ہوں اور نہ پابند علائق ہوں

سراغ زندگاں داماندگی میری جاں حاصل ہے
کہ خضر راہ چمن نقش کف پای خلائق ہوں

کم دیدہ ہیں اس دنیا کا جانا کہ ہی پردم
کہ لا کہنے مجھے نیاتی اور بیا لا کہنے زیاں

مجھی وحشت نہ صیاد و چمن فکر رکھتا ہے
نہ قابل زمر مونکی نہ گرفتار کسی لائق ہوں

انا الحق کہہ کے سر لے پر چڑھا منصور کہتا تھا
کہ حق مجھ میں ہے اور میں واقف اسرار حقائق ہوں

زبان

زبان نہ تھی کہ وہ سخن سنج سر عالم ہو
کلید معنی رنگین ہیں اور باب حقائق ہوں

رکھی ہے لطف دیگر نو در سخن دل ای حفیظ اپنے
اگرچہ اک ہمیں ہر جلوہ رنگ مشتاق ہوں

کشش ہی خاک ساری میں جنھیں پاک ہوتی ہے
برنگ دام نقش خرمن خاشاک رہتے ہیں

غبار دوس دشت کا آہوی ارم لیے ہوتا ہے
جہاں تیری بیابان مرگ حسرت ناک رہتے ہیں

بخبر ساکن کعبے کا ان سے دستوں کا ہونا ہے
کہ جو انگور اماں سے لیکے زیر تاک رہتے ہیں

نکلنا ظالموں کا باعث جنون خلق ہی آہے
برنگ تیغ گھر میں اپنے سفاک رہتے ہیں

نہیں دیتی ہیں سنگ سر مجکو حسرت گلشن گرم
کبھی دنیا میں جن سے ریگ کا جالاک رہتے ہیں

نہیں ہی خوف رستہ خیز کا حیرت سفار دیکھو
کہ جن تصویر بیم قید قفس بیباک رہتے ہیں

دل بربا کن اشوب محشر لیے ہیں ہم
بعد ہلاکت کیہں تو کیوں کم یار زیر خاک رہتے ہیں

نہ سمجھ کہ ہم کل جا کر کل اذن کی تربت پر
کہ یہ جو آج فرش گل پہ خوش پوشاک رہتے ہیں

برنگ نہنگ جو ہیں عالم طفلی سے آوارہ
وہ ہموارا سمجھ گردش افلاک رہتے ہیں

تنعم دار کے بستر پہ بختوں کو نہیں راحت
سر کی جا تا ہے ساتھ حسرت تیری ہی بگرد کہی

یہاں تنی زمیں پر جالب اظہار عبرت ہے
تہ خاک آب کے ہاتھ باندھ کے دریا جاک رہتے ہیں

نہیں ہے ہمارے دشمن طبع حاصل اہل غفلت کو | تبھی فرمایا ہے کم کم حاسد بدراکی تو ہے

حفیظ اولا نہیں تحت السما آرام تیرے ہے
وہ نادان ہیں جو زیر گنبد کاواک رہتے ہیں

ہند کرتا ہے فغاں اسکی دوڑ ان عاشقاں | ہے متاع سر بسر آہ و کار و دلِ عاشقاں
جب کہ آیا بزم میں وہ شمع جان عاشقاں | پھر نہ پایا خبر جا کے سر ناں عاشقاں
کم نہیں ہو بعد فنا بھی جلوۂ داغ جگر | نقش ہے روشن چراغ ... مزار عاشقاں
ہے فزوں ملک خیال سے کہ خود رفتگی | یہ جہاں آباد ہے کس کی جہان عاشقاں
جو بندہ خالص ہوا وہ سکہ ہے محک دردگاری | کفر ہے مذہب میں اپنے امتحان عاشقاں
دل گرفتہ تنگی حمو [illegible] | امتحان الکا ہے [illegible] رگان عاشقاں
ہند ہوجا ولیکا خلق التقدیر با سخن | الامان جسم ہے قفل زبان عاشقاں
لب تہ رکھو قفل خموشی عالم منصور دیکھ | عیب ہے اظہار منصب در جہان عاشقاں

کم نہیں بولا دل الوہی شعر سے تیرے حفیظ
خوبی تو عاشق مزاج اور مدح خوان عاشقاں

ہم تو دست جنوں کا فن دیکھیں | تار تار اپنا پیرہن دیکھیں

ہے ہوس

ہے ہوس تو اگر چمن دیکھیں | اور چمن جا بجا ہی بن دیکھیں
پاس سمجھے ہیں اب نہیں اے عشق | گریہ رسوا کہ مرد و زن دیکھیں
دی تو دشنام ہے ملکی کہیں | اے بسے جان سخن دہن دیکھیں
ہم ہی ہم ان بر نظر نہیں آتے | کس طرح ہم کو جان من دیکھیں
وحشت قیس پر نہ کیجے نظر | آپ پیرا دوانہ پن دیکھیں

ہے تمنا کہ جا نجف میں حفیظ
مرقد شاہ ابو الحسن دیکھیں

یار جب شمع نے سوز و گداز اک ہوں | قصہ کوتاہ تری عمر دراز اک ہوں
بے نیازی ہے میری طینت مستغنی ہوں | گو کہ ہوں خاک نشیں اہل نیاز اک ہوں
خاک رہتا ہوں غم ہجر سے سینہ برا | ہوں ہوا خواہ محبت در پا [illegible] اک ہوں
کاشف سر حقیقت ہوں علم [illegible] | محرم عشق کا ہوں محرم راز اک ہوں
دل شکستہ تو لگا سدا [illegible] | ہیں ہیں ان صورتوں نہیں آئینہ ساز اک ہوں
دم آخر ہی تہ تیغ سر عجز و نماز | [illegible] اہل وفا کشتہ ناز اک ہوں
کم نہ سمجھو [illegible] | [illegible]

نغمه‌گرم میرا مرغ چمن کیا جانی
بلبل طور سخنم زمزمه‌سازانک بیوک

حسن آرای بیانم مهر نما طبع روشن
بن بهار آتشینه خط عشوه طرازانک بیوک

واسطهٔ خلق ایکن دست دعا رکتابیوم

بحر دنیاده‌یم حفظ اهل حجازانک گمی

زبان حل جای گیجی بیان زنک ناتاجدر
که کتباری تجلی طور سنگ درجانان

خم ارو کاو بدیر فرض العین عارفلرکو
یکز تا قطع اتمه‌ی دست آهنک درجانان

استنا [illegible]

اوزره اوس شتاننه بهار ایرکلی نظر
که زنگ چشم عالمی سداد درجانان

قناعت سخت و صفوتلوکزی قبلهٔ عالم
که سجده حلاقی سوکیا سنک درجانان

حفظ انباکام معدود حوده آستان دیکیدم
که کتباری تجلی طوریکه سنگ درجانان

هم سوز غمسر اتی تأثیر سوکنی بن
جلجلکه رسخوان سبب اکثر سوکنی

کونجه‌سی سری اکلی کنوبکز اهل گرفته
نقش قدم حلقه زنجیر سوکنی بن

سوز و گدازی بن اتی فنا ایرا
بن بیاض شمع بم سشمع تصویر سوکنی بن

صحرا انور حب دیوانه ایلکاسی
طفلدن رسکه اتتنه دلکیر سوکنی بن

اتمام [illegible]

کلام [illegible]

بکی جلسه‌ی جای شمع الیدن سدا
مجمع پروانه تربت پرابری کبو بکر بنو

کاسهٔ سرده غمیب جان مانند حباب
ای سلک سبز بهار برشت قسر بنو

زرکهٔ عمرسی وصف در گوش بتان
طبع موزونی سیرکی سطر شوتر بنو

سنخ بیدر ازاعلی لطف فرخنده لکی
داد هم قیمتی نیم حب بکت غزل ابتر بنو

سوج کروه مطلع سوش مرادمینی حفظ

مطلع خورشید حبکه نور سمسه بنو

هرسی برانکیزه خسرو خاور بنو
جزو کل بن جوطهور حضرت مظهر بنو

سخت وضعی تنک سیکو غربت کاسب
آب دریا دری قطره حب تماکه بنو

ظالم احیاکی کب بتر خونریزی بجا
تو شمن سی دشنه قصابک نشتر بنو

بیغروی صفا کینه هرسی دهر بیا
آینهٔ صورت نما حب تمکه جوهر بنو

غیرکه ایذاسی دل هرکز بنهن راحت بر
صندل ساسیده اینار فع دردسر بنو

ذات سی اهل صفاکه لطف رکسی صفات
بر کلف مه گبی بن قتبارکه جای درنبو

کهنه فرهاد محبت دی ایزر کونکو شکست
کوه توری کوبکن جوعشق زور آور بنو

بسکه بن برطو رحمت خلقک بخشان حب
موج نشئهٔ نمای خار کل ابتر نه بم

ہے سینہ چاک خار پریرو پہ یا حفیظ کیونکر نہ رشک سینۂ لالہ دل محبّ ہو

آتی ہے دام خلق میں انداز گفتگو
عنقا ہی اپنا طایر پرواز گفتگو

نالہ مرا ہے گرم فغاں ہی تو عندلیب
کیا بلبل سے ہی آ دخل انداز گفتگو

مصرع ہے کیونکہ بیت کے معنی ہوں عیاں
انجام کو دکھاتی ہی آغاز گفتگو

ہیں وہ کہ شستہ سر سخن ہیچ اے حفیظ
تسخیر خلق کرتے ہی آواز گفتگو

یہ ربط ہی اگر مرغ معانی کا آشیاں
رہتا ہی زیر چنگل شہباز گفتگو

نہیں راحت زمانہ میں دل زار محبت کو
اجل مشکل رہائی ہے گرفتار محبت کو

بجا لاتے ہیں اہل حلم فرمان خداوند
اوٹھا یا حضرت انساں نے بار محبت کو

نہیں منظور مجکو خود فروشی در کعبہ بھی
پھرے ہیں ہم ڈھونڈھتا ہر جا خریدار محبت کو

برنگ آبلہ عقدے ہی کیونکہ ہو اپنے
نہ کیجیے دشت پیمائی ہی یا گلزار محبت کو

بنا لگے غلامی ہیں سر عشاق اس فن میں
دلا بازی طفلانہ مت سمجھ کار محبت کو

گرہ پڑتی ہے اب تار نفس میں ہمدم اپنے
تری غمزے کی اک تسبیح زنار محبت کو

نہ دیا دل حفیظ اپنا بت بیحیا ظالم کو سنا ہی ہم نے نا انصاف سرکار محبت کو

فغاں کہ بعد ہے رحمت ہی ترے رخسار کو
لئے پھرتے ہیں دوش پر صبا ایک خار کو

لب نازک خط ہے زندگی کے پیچ میں کدورت
نہ دو ہم سینہ کو اور آتش بیچ مار کو

جو تو زلف عرق افشاں نگی پر رخ تو نہادی
چمکتا ہے شب تاریک میں مشعل ستارہ کو

بہت حیرت ہے بلبل سنا کیونکر جو گلشن میں
کہ گلچیں جا بجا گل گل دشت میں خار کو

حفیظ یک میں ہی دیوانہ نہیں اوس سنگ گلشن کا
برنگ گل گریباں چاک دیکھا ہی ہزاروں کو

جو تم سنبل کو دے ہمارے حجت کیجیے
رقیبوں کا کہا ہر چند منظور مت کیجیو

ملو تم آ ... سوز غم آخر
کہیں ... دل ... کو مت کیجیو

جمن میں ... عشق ... ازو
کہ وہ رنجور ... اور ... کیجیو

جو تو دل ... ادب سنگین ... رنگ
یہ شیشہ سخت نازک ہی اسکو چور مت کیجیو

حفیظ اب ہم رجنہ و لعل ... شکر چکھو
کرم کا اور حاتم کا کہیں نہ ذکر مت کیجو

قیامت ہو اگر کھینچے بیاں اوس کے سراپا کو
کرے جنبش لب رنگیں تو اعجاز مسیحا کو

برا ہو وے سمجھو امتحان عشق کا فرکا
ملادی آگ اوس رنگینی سے یوسف زلیخا کو

ہماری وحشت کا ہر خار ہے خونخوار ہی صحرا ن
کرے گلگلی جابی جو سر اگر لالہ کی کف پا کو

جو گذرے بار رنگو جیسے سی بسمل عاشق
سلام شوق کہہ دینا ہو پس کو اور مینا کو

کسو کا دل شکستہ یاد آتا ہے حفیظ و ہر دم
تمہیں بھی بزم میں ہے عیب دیکھنا ہو ان جور مینا کو

ہمارا شمع ساں وہ سوز جان جو کہ ہم فن ہو
کہ حالت دل جلی کی دیکھنے پر دو جب سخن ہو

جو تب سینہ میں دل داغ اوس بار رخ پر گرم گلشن ہو
تو ہر بار نفس اپنا ہے شمع روشن ہو

کرینگی قصد کعبہ دیر سے سوچا ہی تھا دل ہے
کہ جب تک شیخ کے سر کی نہ اب برہمن ہو

چراغ داغ ہی اپنی گذشتہ دل کا زندہ ہو
کہ جب ساں شمع حرم ہر گز نہ روشن ہو

حفیظ اپنے جگر کا داغ ارمان دل جلتا ہی
چراغ خانہ غم کا یہی لازم ہے روغن ہو

اس سے کیا چشم کو نرگس سے جو تم خوار کرو
آپ جنگی ہو سو بیمار کو بیمار کرو

گرم رو خاک سی اپنی نہ ہو ذرتا ہوں
پاں خراب عدم کو کہیں بیدار کرو

تیر مژگاں نے کیا دل طائر عرش پرین پار
نظر آتی قیامت دو زان تیر ونکی زد مجکو

تماشے تہی کو زینت سے نہ سمجھتا ہوں
کہ ہیں گلچیں باغ حسن اسیر دست بد مجکو

تکی ہی عالم بالا کو میرا مصرع موزوں
نہایت دھونڈ سے خیال سرو قد مجکو

حفیظ اس واسطہ کثرت سے ہوں بر جستہ خاطر
کہ نت ورد زباں ہے قل ہو اللہ احد مجکو

زنہار ستانا نہ کسی سوختہ جاں کو
ظالم حذر اس آگ سے ہے ایک جہاں کو

جس قوم او سے فتنہ دوراں نے نکالا
ہو ند زمین کر دیا ہر پیر و جواں کو

کب جاتا ہے زیر پر گل داغ محبت
گلشن میں میرے راد نہیں باد خزاں کو

تم رکھا ہوا طوق گلو حلقہ ماتم
گلشن میں کیا یار جو آوے ہی بہار کو

اوس جسم میں کیا صورت ہے کا نکا
تا زلف یار کے زخم نہاں کو

ہر جام مشاد ہی ہیں کرنی سے تو خمار اس
مت چھوڑ یار زنہار در پیر مغاں کو

رندانہ حفیظ رہے شور اگر گوری سطلب
آتی ہے تو خوف دار رکھی اس دہنگ ہائے نکو

کم ظرف سے تو نہ پر ہاں غم جاں کو
ہر دم ہے ترجام صبوحی زدگاں کو

ہر پہر دہن ہاس غم عشق دگرنہ
یک لگ گرم آگ لگا دی ہے جہان کو

بیتاب غبار اوس کی ہر یک جلوہ طاوس
تھی حسرت نیرنگ تری سوختہ جان کو

ہاں ہیں ہم محبت طلب جام سی فارغ
خمیازہ سمجھتے ہیں دریہ پیر مغان کو

وہ نالہ کس فلاوی وحشت ہیں کہ مجنون
آتا ہی میری دشت ہیں تعلیم فغان کو

ہیں جالہ بتخانہ کو یک تیغ سجدہ کر
القصہ کیا قطع ملاقات بتان کو

اب عزم حرم اپنا تو بالجزم ہی واللہ
اور جذبہ دل دیکھیں کھینچی ہی کہاں کو

خورفتہ کو غربت ہی وطن ہیں ہی آرام
شیرینہ ساعت ہیں کہاں یک زمان کو

کیا ضبط سخن سیکھی یہ اعجاز برق خموشی
جب بسمع حفیظ آگ لگا دی زبان کو

میرا عالم کہ جو حال عاشق پردہ گر گردن ہو
کہ یہ مرنے دم جانا ہی جو مفتوں شفقو لگا ہو

گری اشک وہ گرخت جگر کہ جسم از خون ہو
نہ انداز بیٹھ ہے عاشق کی غم دل روز افزون ہو

جو تو ناز و نیاز عشق کا جو یا ہی ابد ال
غبار کوی لیلی کی گرد یار دشت مجنون ہو

ہنس بلبل کو وحشت اپنے کنج تا غم گرہ گلکا
ہمارے وسعت آباد خموکو کوہ ہو مون ہو

طلب فقر جنکو نہیں ہی بادی استغنا
آلکی موج تفسیر ہو یا ہی او کو جیحون ہو

م لالہ

مہر ہلال ہے کو تھو کر آتا ہی ابد و دریا ہو ان
نصف دشمنان وام کمین آلودہ جون ہو

نقاب رخ میں تو معنی حسن یار روشن ہی
کہ جب تلفظ کے پردہ میں رنگینی مضمون ہو

یقین ہی تیر جو الفکا کمان تا ہدف سنتی
خضر راہ کا تمہاری جو ہر گز دو موزون ہو

سو یادل کس شہید جان نا آہ یار دلکو
نہ رکہا کو شن ہو عشق اوس حباب افسانہ ہیں فسون ہو

اثر الفت کا ہو تو در رنگ بگجری یار تقدیر ہیں
نکم مستعمل ہی ایسی کو کہیں تقصیر گلگون ہو

حفیظ یک جا ہی گریہ اوس میں یقین غم کی حسرت ہی
کہ ہو بالین پہ جب کہ مار لب پہ جان محزون ہو

ہم وحشیوں سے منت سوزن کبھو نہو
چاک قبا گل کا کسی سے رفو نہ ہو

کب ہو حباب بحر فنا عاشقوں کی سر
جب تک کہ آب تیغ تیرا تا گلو نہ ہو

ہا تو نہیں تیری شوخی رنگ حنا کو دیکہ
گذری ہی یہ خیال کہ کسی کا لہو نہ ہو

فلک ہا یہ میل کریں کب مزاج فقر
اوس سلطنت پہ خاک کہ جس کی جستجو نہ ہو

بیان ہو جب صفا تو انفعال ہے
ہمسایہ اشک ندامت وضو نہ ہو

بحر جہان ہی ما کی نہ قانع ہو جون گہر
ہر بس لگاہ اہل صفا آبرو نہ ہو

داغ سر اب عاشق زندان ہی وہ حفیظ
اب حیات سی ہی جو بہشت دشت تو نہ ہو

میاں دل دلہو کرتا ہے میری پہلو سے الگ بیٹھو
فلک ہے تفرقہ انداز محبت سے الگ بیٹھو

تمہیں اللہ نے اسواسطے تمکو بنایا ہے
کسیکی جان سے مارو کسیکی دلکو تنگ بیٹھو

نگیں جو وقت خاتم میں سمایا ہو گیا نامی
عزیزو حلقہ محفل میں مت بانفرناک بیٹھو

رواں اس سمت کر یا عاشق تیر ان جنبت کو
رقیبوں سے کہو اپنی سگوں میں مثل سگ بیٹھو

عزیزو دین و دنیا چاہتے ہو اور اگر عزت
او شاہ جیسا فن کچھ کر کرم و جگ بیٹھو

حفیظ اتنی لگی ہے آپکے دل میں معاذاللہ
کرو دہ کرم خوبی غیر سے اور ہم سنگ بیٹھو

تڑپتے ہیں بہت اے یار ہم آو تو آجاؤ
کوئی دم جینے سی گذرے ہم آو تو آجاؤ

حصول زندگی ہماری ملاقات سمجھا ہے
عنایت اپنی جانکی قسم آو تو آجاؤ

مریض عشق دم بھرتا ہے تم کہتے ہو آیا
یہہ وقت ہے کہ جاتی ہے کوئی دم آو تو آجاؤ

ہمارا لب پہ دم ہے تم کرو ہو وعدہ کا حد سے
بہت پچتاؤ گی فرصت سے کم آو تو آجاؤ

سفید آنکھیں ہیں رنگ نقش پا میں انتظاری میں
حفیظ اونسے کہو آتا ستم آو تو آجاؤ

یک نوری سر تا بقدم صل علی تو
شاہنشہ خوبان جہاں نام خدا تو

ولہ

جمعیت دل جاع حفیظ آج غنیمت
کل تفرقہ خرچ سی کیا جانئے کیا ہو

ولہ

حسیم و دلبر رکھتے ہو قدم جو بندہ کے گھر آتے ہو
صاحب ہیں تو کسی لائق ہماں تم آپ کرم فرماتے ہو

ہر بار ارادہ رخصت کا کرتے ہو کیا پچتاؤ گے
ہم جانتے جاتے رہو نگی تم گھر کو اپنے جاتے ہو

سینہ کو طپاں رکھتے ہو دل لوٹا کہیں آیا کیا کہیے
اوس زلف سی پہر الجھاؤ دیکھی ہکیں ان ہمسے بل کہاتے ہو

لوگوں نے یہہ جسکا غلطی اور ہمسے کیا بات ہے یہہ
اغیار سے مل بیٹھو ہو اور یاروں سے شرماتے ہو

گہ چشم کو جہاڑ دیں ہیں مژگان گہ دل کا کیا ہم
کہ دنیا حفیظ ای جان جہاں آجاؤ جہاں آجاتے ہو

باغ جہاں کیکو سیر ہے پہر یہ بہار ہو نہو
دم ہی خزاں لگا ہے کلکو قرار ہو نہو

صاف تم ہی تو ہے مست منہ کو دکھائی آئینہ
اور یہ دل میں تجکو کیا لاکہ غبار ہو نہو

زور قو چشم میں کہہ عشق کا بار گران — دیکھیے ہجر تنک سر اپنی سہہ پاتے ہیں ہم
اوسکے ہر اک چال میں ہیں لگاہ پر درشن — ہمسے ادا نہ ہا گرچہ قرار رہے ہیں ہم

دل میں ہمارے نقش ہے عارض و زلف کا حفیظ
سامنے گو کہ صبح و شام روی نگار رہے نہو

کمان کو جا بجا خانہ دیکہہ کر تیری میان ابرو — ہلال عید کٹ جاوے ہلاوے تو جہان ابرو
غزالان جابجا پیتے تاج کر ہیں قربان — وہی بکلا نہ گوشہ سے صید افکن کمان ابرو
نہیں ہے ظالم کج وضع کو تیغ عرفان حاصل — اشارے سے کرے ہے قتل عالم بے زبان ابرو
چمن میں موج بار صبح کا تیغ کرتا ہے — ہلاوے آج کس خونخوار سفاک ظالم سا ہان ابرو

حفیظ ان شاعروں کی عقل کج فہمی نمارا ہی
ہلال اوسکو سمجھے ہیں جو ہی جان جہان ابرو

کون آیا شب ہجران میری گھر کلفت کو — ہمدم یک شمع ہی اوقات بگر کاٹی مجھ کو
دید کس انگ میسر ہو بجز قاتل کے — جنبش ابرو کہ ہے بس تار نظر کاٹی مجھ کو
سیل اشک انکی ہے آب دم شمشیر تیز — بحر کو بس ہمیں بیمار تر کاٹی کو
نام سنیف اوسکا سمی کہو نکر دل عشاق — جسکے انگر ہی تیز ہے قمر کاٹی مجھ کو

قطع امید ضعیفوں کو ہی روشندل سہی — رشتہ کو صورت دندان گہر کاٹی مجھ کو

ضبط گریہ کر الفت میں حفیظ نادان
اشک ہے پارہ الماس جگر کاٹی کو

نظر جلے تیری فضل و کرم پر یا الہی — برنگ ابر اوسکو عرق رحمت وسیاہی ہو
نہیں منت کش باد صبا مشت غبار اپنا — چلی آتی ہے ہم سے نکہت گل تو روائی ہو
بن اشک گر جاتا ہی وہ عالم کی نظروں سے — خدا نا خواستہ جسپر تمہاری کم نگاہی ہو
اگر ہو منکر جور اپنا قاتل روز محشر کو — لب زخم بدن اپنی سی اظہار گواہی ہو
حباب بحر سے تحقیق کر لی اپنا سرمایہ — تجھی جو دسترس کو بیم میں غرور کج کلاہی ہو
گدا طینت ہیں فکر معیشت کیا وزر — خدا سی ہر نہ مانگیں گر حصول بادشاہی ہو
مکدر جو ہر اخوان سے ہنوز حضرت یوسف — خدا نے دیکھی اس چاہ میں کیا بات جاہی ہو
نشانہ میں کر جو زلف پر شکن کا — تو ہر حلقہ گرداب دریا دام ماہی ہو

تماشا دیکھے اپنا کھنچا آتا ہے یک عالم
حفیظ اب کہنہ رشک گہر پایہ کیا ہی ہو

نہ ساقی جام و مینا ہے عشاق خندہ و گریہ — تیری لطف و غضب سے یک جہان ہی خندہ و گریہ

مسیحا نے یہ تیری اور اپنی سخت جانی پر
سو اب تر یہ ترا نا تواں ہے خندہ و گریہ

ہنسی ہے جن ہنسی پر تیرے اور رونے میں لاکار دیا
جاں نزع رنگ ہے بیاں ہے زباں ہے خندہ و گریہ

تماشا دیکھ لے شمع سحر کا چشم عبرت سے
کہ کوئی دم میں ہے اور سکا لگاں ہے خندہ و گریہ

خوشی و ناخوشی ہم اپنی گوشۂ غزلت میں رہتی ہیں
حفیظ آٹھوں پہر دیکھا نہاں ہے خندہ و گریہ

دم نظارہ جو مسیحا ہو میرا یار کے ساتھ
جذبۂ درد نکو چلا جانا لگی تقار کے ساتھ

کثرت رشک سے آن لخت جگر رستے ہوں
جیسے نکلے چلی قافلہ سالار کے ساتھ

ہے سیاہی مری آنکھوں میں ترے زلف کی
اشک رکھتا ہوں تو کافر ہیں شب تار کے ساتھ

کفر ہے موجب جمعیت دیں ہی اے شیخ
دانہ ہے سبحہ کا وابستہ زنار کے ساتھ

کل لب جو پہ جو بادام تھی کیونکہ آنکھیں
رو رہی ہم خوب سا مل نرگس بیمار کے ساتھ

جذبۂ عشق زلیخا تھا کہ ماہ کنعاں
آ بکا مصر میں کس گرمی بازار کے ساتھ

لکھ حفیظ اس میں کوئی اور دو ہوں سا مطلع
کیونکہ نسبت تجھے دیکھا تو ہے اشعار کے ساتھ

محو آئینہ ہے رو کا گل رخسار کے ساتھ
کس سر شکیں ہے بلا کی در و دیوار کے ساتھ

چمن میں ہے جو مل غنچہ جو ترش ہی کے
کیونکہ جاتا ہی نہیں ہے مرے لب اظہار کے ساتھ

خاک ہے جیسے الگ ہوا کہ انہی و زخون
انس ہے آبلہ پائی کو مری خار کے ساتھ

کو معالج ہے بیمار کا عیسیٰ ہی ولی
نہیں جی جاتی ہے دیکھیں ہیں اس کے انداز نگاہ کے ساتھ

دید وا دید غنیمت ہے تیرا وقت
مت لگا بیٹھا دل عمر سبکبار کے ساتھ

سیر دریا کو میں جاتا تھا کبھو اے حفیظ
سیل بہتا ہے مرے دیدۂ خونبار کے ساتھ

ہے زمیں میں کوئی کشتہ فواد سوختہ
قبر سے جیسے اٹھی ہے گرد بار سوختہ

ہو نہ تفتہ مرض عشق کا جو بچ گیا
جام ہے دارو ئے دفع مراد سوختہ

جو جلا اندلس ہوا اسکا علاج نا بلد
قابل فصاد ہی خون فساد سوختہ

لگ گئے بزم جہاں داغ جنوں شمع سحر
فرقۂ عشاق ہے نخل مراد سوختہ

جوش اشک گرم نے دی آگ مژگاں کو حفیظ
ہو گیا انبار دل سوار و سوختہ

بہر کرسی تیغ کہہ دو اس ستم پرور سے نابندہ
ہم بھی آئے ہیں کفن کو آج سی کر نابندہ

مرغ وحشی ہو پر و بال جاں ہے فکر قفس
رشتۂ الفت ہے صیاد بال و پر نابندہ

سوز پنہاں تیرا عکس ہے تصویر زرد
لاجرم کس کی ہے ہم نفس میری دل مضطر کی آہ

سخت ہے رسوا اک بیت العنکبوت
شیخ کہتے ہیں تیری عقد اس کی حرمت باندھ

جان کر سیلاب کو کہتا ہے او خانہ خراب
دل کو ہے تار نگاہ چشم جادوگر باندھ

حال یہ دل کی طرح کا تھا کہ آتش لگ اٹھی
لکھ کے نامہ کر کبوتر کے دیا جب پر باندھ

یک غزل اس قافیہ میں اور بھی کہو سی حفیظ
رشتۂ مضمون رنگین لیکے شعر کے ساتھ باندھ

اشک لخت دل کی طرح کتنا ہے چشم تر باندھ
ہر گہر کو لعل سے ہر لعل کو گوہر سے باندھ

مرغ دانا دام میں آتا نہیں ہے جب سرنوشت
رشتۂ غفلت و [illegible] بال و پر باندھ

سنگ یک روز جا لگا اپنا [illegible]
ہمت آئینہ اپنی رخ دلبر باندھ

حلقۂ زلف [illegible] تجھ سے نہیں
[illegible] رسیدہ کے تو دل اختر باندھ

کام کچھ جلد سے نکلتا ہے حفیظ
تشنگی کے آگے [illegible] ساغر باندھ

عالم میں رسم محبت جنکو آزادہ [illegible]
رابطہ رکھتا ہے مراد دل [illegible]

تو رفاقت [illegible] ساتھ دیکھ [illegible]
غم [illegible] ساتھ

[illegible]

شور و شر سے محبت خوب کام تیرا آتا نہیں
عاقبت جا آہ کا جی سے فرباد و دلی ساتھ

ضعف سے اڑ کر غبار آسا نہ سیجا و بن
اے صبا آہستہ چل ہم خانہ برباد دلی ساتھ

قتل عشاق فرض ہے مذہب جفا جوئی اے حفیظ
کہ ہر اس دل کی محبت سخت جلاد دلی ساتھ

بے جگر درد و الم جور و جفا کیا کیا کچھ
دیکھیں اب کیا و رہے وفا کیا کیا کچھ

حلقۂ دام و شکن اور کمند و زنجیر
ایک زلف آہ تیرے ہی بلا کیا کیا کچھ

طاقت صبر و شکیبائی [illegible] ناموس
عشق تیرے نے کیا ہے صدا کیا کیا کچھ

واہیوا اوسے تیرے آشیانہ کہو عقدۂ دل
مدد کام آتی ہے عالم کے صبا کیا کیا کچھ

دیکھ یہ نقشے موہوم سرا ہے حباب
تم صنع کے ہیں نقش فنا کیا کیا کچھ

کیا ہے جنبش لب جسکے لفظ ہے کن
بن گیا لوح و قلم ارض و سما کیا کیا کچھ

اوس تنگ ظرف سے تیرا ہے حرف حفیظ
بے حرف اور کہا اوس نے سنا کیا کیا کچھ

کیوں نہ ہو عکس شاہ [illegible] و داغ آئینہ
ہالہ رخ روشن تیرا چشم و چراغ آئینہ

عالم میں گرد زنگ سے پرواز ہے
کھیں [illegible] سا اوڑھا ہے داغ آئینہ

ہیں لباس سخت وضعی میں نہاں روشن ضمیر
چشم جو انکی صورت ہے ایاغ آئینہ

جلوہ گر دیکھیں ترا عکس جان بخش ہے
سنگ میں یاد دیکھ کر ترا ملتا ہے سراغ آئینہ

طاقت پرواز ہے پابند حیرت میں کہاں
گو کہ ہے خوبی سے بلدار زاغ آئینہ

پھڑکی ہیں نہر کتنا ہے آمد دیکھ کو
صورت جوہر ہے یہاں شکل فراغ آئینہ

ہر دم یکسار سنگ ما ہے جو اگر عکس

بسکہ صورت رنگ پری خانہ ہے باغ آئینہ

م

کیونکر نہ ہم رہیں ہنگ ہو آہ غم کے ساتھ
اکثر رہی ہے فوج کثرت علم کے ساتھ

ظاہر ہوئی ہے بات لب بستہ دہن کی
نپٹے رہی ہے جیسے قسم عدم کے ساتھ

وہ توتیا ہی دیدۂ عالم ہے خاکسار
تر جنکو دیکھتا ہی ہے بہت چشم نم کے ساتھ

وہ طفل اشک ہو گیا ابتر ہزار حیف
پالا تھا جسکو اپنے ہی دنیا ناز و نعم کے ساتھ

مت آ تو باد خوشی سے برادر نیاز کر
یہ ہے بہر سر کرم ہی ادب سے کرم کے ساتھ

قطعہ

عبرت کرا اور مطلع کو دا اٹھا
دلکو لگا نہ کنت دو جام جم کے ساتھ

شیخ جو جام کا تہی گئے جام جم کے ساتھ

والتیہ ہی طلسم جہان اتر دم کے ساتھ

عشق اپنے سے منور ہے درخ جانانہ
جلوۂ شمع ہے سوز جگر پروانہ

ہو جو ہوس تجمن ہے شمع رخ جانانہ
خار دیوار گلستان ہے پر پروانہ

سر سے کو جنون شور قیامت ہے اگر
ایکدم سلسلہ جنبان ہے سر دیوانہ

ابرو اہل تعین کو کرے دبی تیغ
طلب آب نہ دریا سے کرے دیوانہ

جز لطافت نہیں کچھ آمد فنا خبر پایہ
خیمہ حباب اپنا ہے لب بزم ہوا کاشانہ

وہ سموی دریا میں جو دیدہ وہ لطافت ہے رہی
منع کو کر ذرہ لگا پنجہ مرجان شانہ

جسم ہو سکتا ہے اظہار سے کیا طبیب
عاقبت درد محبت کا ہوا افسانہ

بزم میں جام تہی تو نہ دکھا یا ساقی
ہے جو جنبان ہے در آغوش ہے پیمانہ مستانہ

اب ہمی نہ سیہ کاری دل ہو زائل
سر نوشت اپنی ہے ملتا ہے خط پیمانہ

کیونکر ہو وسعت دل حرف لگا کہ جہاں
گر چلا کاغذ اللہ ہے ایک ویرانہ

نم مژگان طپش عشق کو لازم ہے

کیونکر ترتیب ہی گرمی میں ہے رنگ پختانہ

شمع و سرو روان چمن ہم عزت ساختہ
گو شرر پروانہ سند طوق قمری ساختہ

دل سوز انکا گر کم نہیں تو کرتے ہیں تب
لب ساتھ ہم گریاں ہیں اپنی خاک پر

لیا دست ہوس جب کہینچ ہر خار نے دامن
ہزاروں جس ہیں دریں اکثر جاں حسن مطلب

جب آ خورشید عالمتاب اپنا بام پر
تو نور اوڑ جاتی ہی ماہ اور حسن اکے

ہر رنگ آہو پر غلط ہر طفل اسحار پر
نہیں حاصل سوا اوسکی حسن وحشت مکتب اپنی

زمین ظالم کچھ ضعیف ہیں کہیں ادا دل
نہیں ممکن کہ جرأت ہو کسیکو عیش عقوبت

ملاقات طبع سے انکی نصیحت گنہ جاہی
کہ اکمو دنیا میں ہونا ہاں تیر نگاہ سے

ہر ملک سے سیاہی پاس محبت دوستو لازم
زبان پر اوسکی مطلب ہی نہیں کرو اظہار لب سے

تعاہل جب ہی طفلان اہل درس ہی فرصت
تو مجھکو دیکھ اکثر اوسی تھا کیا مکتب

حفیظ اللہ کا بندہ ہی اور امت محمد کا
علم مالک ہی ہی وقف نہیں اور سبب

داغ دل عاشق دلگیر مبارک ہووے
تجکو یہ گلشن کشمیر مبارک ہووی

نقش ہی قصر منقش میں نسلا لیلی
قیس کو خانہ زنجیر مبارک ہووی

ہمنے غربال کیا تھیت غبار اپنی کو
ہمی مہوش تجکو اکسیر مبارک ہووی

بلکہ بہبا نہیں ہوتا ہی مطلب مرض عشق
تجکو عید تیری توبہ مبارک ہوو

مجھکو ہو عزت توقیر حفیظ ارزانی
خلق کو منصب و جاگیر مبارک ہووی

ناسخ شہر پناہ کی نحبہ سر سری کے
تھا آفتاب تاباں یک ذرہ پروری کے

حسن کلام ناسخ ہی دلفریب کتنا
جسکے غزل کا مصرع ہی زلف ہی پری کے

غواصی معانی تہی منحصر ہی کر
بحر سخن میں در رنگ شناوری کے

وہ ہی ہنر نظم اوسکی طبع رنگین
ہر ریختہ ہی اوسکا ہی شان انوری کے

یہا ملک سخن دکن کی بخشی ہی معانی
جسنے عروس فکر عالم ہی دلبری کے

اوسکے درسخن کا گر رنگ دیکھے
حسن آئینہ ہی جسکے ہیرا کہ جوہری کے

دیوان کا ہی مطلع وہ آفتاب محشر
جسنے ہی تاب کھو دی خورشید خاوری کے

یہ ساحر نہیں ہی معجز بیان ہی
فن سخن میں ایسے کسنے سخنوری کے

کمتر سب جہانسے رتبہ حفیظ اپنا
قدرت نہیں کسیکی ہمکو برابری کے

ناسخ سر کا مالک جسکو کہی خداوند
ہاتھ اوسکے آبرو ہی اپنی سبکے گرہ کی

بیری سینہ میں روشن داغ جگر تھی / خورشید کو گرمی تب وراماں سحر تھی
فرہاد کو احکام محبت ہی نظر تھی / آغاز اور انجام کی آکے اسکو خبر تھی
پابند کیا ہمکو ازل کے عدم سے / کیا جانئے یہ ہستی موہوم کدھر تھی
جب آنکھ ہوئی بند تو آتا ہی نظر خور سے / یعنی کہ یہ غفلت ہی مری نور بصر تھی
ہر نقش قدم حلقۂ زنجیر جنون تھا / جیسا کہ دیوانوں کی یہ راہ گذر تھی
تھا بسکہ تمل ازلی سامان محبت / ماتم محبی پرورش داغ جگر تھی
جی لگ گیا جیسا اسیران قفس کا / افسوس نہیں خواہش پرواز جو پر تھی
آثار تھا غربت کا سدا اپنے دلون پر / جیسے ہے سحر شبنم گل گرد سفر تھی

شب نکلے حفیظ آہ شرربار جو دل سے
تھے آگ جہان تک کہ مری حد نظر تھی

ساغر صبح پیری نمای شکل نو زندہ پری / آئینہ دار عدم ہے لوح پیشانی مری
عشق میں یہ آشفتہ کھلے ہے زلف پر / تاج سلطانی ہے مجکو موج پریشانی مری
خواب جمعیت دل اہل سنو تو ہی کی رنگ / غنچہ ساں ہے آنکھ کھلنے میں پریشانی مری
بیان سواد عشق ہے تسخیر عالم کا سبب / ہے سیاہی داغ کا دیباچہ سلیمانی مری

قیدمیں ہیں

قید میں اسے ہیں کب تماشائی سر گرم بہار / شعلہ سان ہے قابل نظارہ عریانی مری
میں نکل جاتا ہوں چشم خلق سے مثل سرشک / مردم دیدہ سے ہو دی کب نگہبانی مری
شرم سے ہو مجکو ہے شکر ریزی بزم انفعال / کام کرتی عاقبت مجکو پشیمانی مری
امتحان ہے کنج عزلت میں مخفی کی تیغ / خلق عنقا جانتی ہے یہاں تک پنہانی مری
بیقرار ہیں جوہر کو ہے حسن دگر / آبرو قتل گہ ہے مجکو غلطانی مری
ہے وہ وحشت دیدہ عکس یار کی صورت نما / آئینہ خانہ جہاں کرتی ہے حیرانی مری
آنکھ سے زنار نکلا ہی خیال زلف میں / ورنہ کیا مانع ہے تسبیح مسلمانی مری
ضعف ہاتون سے نکل جاتا ہے جب دامن کبھی / دستگیری کر نہیں سکتی ہے نگہبانی مری

اپنا ہی یہ دست طلب ہے دست گیر حفیظ
کرتی ہی رسوا ہے اب جیب پشیمانی مری

خرام دلربا سے ہے مشتاق پیدا / کہ نقش پای یوسف حلقۂ چشم زلیخا ہے
دل اہل تجرد بسکہ الفت ہی علاقہ سے / کہ خون اب آج تک یہ خار دامان مسیحا ہے
کیا ہے نام روشن کنج عزلت میں اسیری نے / ہر زنجیر کا حلقہ چراغ چشم عنقا ہے
عبث دشت جنون میں گر نہیں اہل وحشت کے / کہ خضر جیب خالی صدا دامان صحرا ہے

یہ بہ رنگ حفیظ آں کہ ان کی نہ بانْدھے
یہاں اور ہی کچھ رنگ تمام اس رنگ کا آئیگا

بانجر سیہ کار تری کام کریگا / ہم سمجھے ہیں ہمانند نگیں نام کریگا
گر یار وہاں زلف سیہ فام کریگا / ہم صبح قیامت یہیں تک شام کریگا
ہے دل میں یہاں سرکہ دم حیف تمنا ہے / کیا خاک تجھے خاک ہم آرام کریگا
ہم خاک رہیں شاد کہ اس نے غنچہ کو / شرمندہ تجھے گردش ایام کریگا
دنیا سے گزر جائینگے اشخاص ہزاروں / جس دن ترے دیوار کو وہ عام کریگا
حاصل ہے سوا خاک کے تشنیع نکو تر تھے / ہیں دانہ ہر خرمن گلفام انجام کریگا
ہاں بس ہے اپنی اگر یار نہ مرا تھا / ہم اور کسے فرخ سے پیغام کریگا
جا سدہ ہاں تری تیشہ سے کمند آہ کا اپنی / ہم سیر فلک تا لب بام کریگا

میخوار ان آنکھوں کا حفیظ آئینہ ہے اور ہے
ہر آبرو پیکر جدا ہے جام کریگا

جگر پر داغ الفت جب تسخیر ہوتا ہے / یہ فرماتا ہے خورشید عالم گیر ہوتا ہے
مقدم ضعف پیری ہی ہماری کہ ہر آنسو / نہ خم گشتہ کو آب دم شمشیر ہوتا ہے

حفیظ اس دین و دنیا سے حصول دید تمہاری
جز تو سے مل گیا یہ مجھ میں کسی تمنا ہے

فغاں کرنے لگی جو بسمل بہار و بلبل / تو حالت نوح جگر ہو ایسی گلزار و بلبل
ہر ایک عاشقانہ شعر ہو نالوں سے تر ہے / ذرا منصف ہو دیکھیں ہے گفتار و بلبل
کو ہی ہے منتظر گل کا کہو اوس نسیم گلشن کا / غرض ایک حالت طالب دیدار و بلبل
بہار جسم گلرو تا کبھی تھی ہم جو گلشن کی / یہ سر حسرت کی حالت تیری و سیکہ لکھ و بلبل

حفیظ اب نرمی گیا اور سکا کیفیت لکھتے ہے
ترے گلشن میں شاید آنکھ اوس کا نہ گزرے بلبل

بلبل ہے عجب یہ تری آہنگ کا آئیگا / غنچہ ہے پشیمان ہی دل تنگ آئیگا
مت کر دل حیران تب نیرنگ بہ ہوا / آئینہ کو رکھا ہے کوئی سنگ بھی آئیگا
اوس طفل کے ابرو ہی مرتا ہیں عاشق / جیتے ہیں تو دیکھنگے نزی جنگ کا آئیگا
سرسبز کیفیت خط ہے کیسے خال / کیا مال ہے افیون قدح بنگ کا آئیگا
وہ حلم ہے حیران علم اتنا تمہاری / ہر کوہ پر کاہ ہی یا سنگ کا آئیگا
آخر کو ہوا سبزہ خط نقش رخ یار / آئینہ کا کچھ جل نکلا زنگ کا آئیگا

قبا سے ہستی کی آزادگاں برہنہ ہیں — کہ جامۂ عاقبت اونکا گریباں گیر ہوتا ہے
بکر فکر سلاسل وحشت نازک طبیعت کی — کہ موج بوی گلسے بھی گراں زنجیر ہوتا ہے
لٹھاتا ہے سحر آہن رہا بیگان ... — لب معشوق جب سینہ میں اونکا تیر ہوتا ہے
جو پیدا خاک سے یہاں کریں تم قلب — تو پھر حسرت غبار اپنا یہ اکسیر ہوتا ہے
ترے ہجران رکھتا ہے امید ترحم تو — حذر کر آہ یتیم فرقت کا اثر ہوتا ہے
ہجوم داغ سے سینہ ہے اپنا وہ بہار افزا — کہ خاک جیب بھی گلشن کا سر ہوتا ہے

حفیظ اہل جہاں کس رنگ سے غافل ہیں
گرا جاتا ہے قصر تن مکاں تعمیر ہوتا ہے

وادی سے اپنے آج دل ناصبور ہے — ہر آہ برق خرمن صد کوہ طور ہے
وہ ناتوان ہیں کہ نگاہ ضعیف — ہر استخوان مرا سر قبر کا ن طور ہے
راحت طلب نہ ہو کہ ترا داغ عشق — خود رفتگی مقام فراغت سے دور ہے
دیر و حرم کو چشم حقیقت سے دیکھنا — یعنی وہ سبکی نور کا ہر جا ظہور ہے
مت موج خیز دہر میں بنیاد قصر کر — دل کا مکان بنا جو تجھی کو شعور ہے
آتا ہے کون عہد شکن آج اس طرف — کچھ خود بخود مزاج کو میرے سرور ہے

اوسکو

اوسکو سفیدہ پوش جو دیکھا تو یہ کہا — کہنے لگا کہ صبح کا اک نور ہے
کیا ہو گا مقبرے اسی مرا جان کو — نالہ جو بلبلوں کا نوحہ گر شور ہے
کس سے ملک دل کا ہی نظر انداز حفیظ
تیرے بغل میں شیشۂ دل چور چور ہے

چاک سینہ ہو گیا دل صد پارہ آئیگا — کہتے ہیں اس قدر کہ جنت میں آرام آئیگا
غنچہ لب نہ ہوا خواہ ہو ... — آج گل کی بات ہے بلبل بہار آئیگا
جادہ ہے رکھتا ہے الفت میں دل زار ضعیف — کاہ سے بھی اپنے بوجھ کہربا آئیگا
سلطنت سے کیا ہے ... — سیل ہو کر موج نقش بوریا آئیگا
یہ لطافت عشق نے بخشی ہے رنگ بو مجھے — عاقبت تن پیرہن بو بھی قبا آئیگا
قطرہ دامانہ ... شاید کہ ... — دامن ہوا سے آوارہ آئیگا
شہرہ اوس ... پرسش کا ہو ... — آخر ... زلف سا آئیگا
عہدہ ... ہی سعادت عشق ... — استخوان ... سے ... ہما آئیگا
دو ... بالیں ... محبت ... — تجھ کو بھی ... آئیگا
میرے ... مطلع ثریا حفیظ — گو ... مرحبا آئیگا

اگر جا بجا جرم سے دیر کو کافر ہوئی ہوتا — اوٹھا کر سنگ جور بتان آخر ہوئی تیشہ

نہ ہوتا بار اپنا دست و اقت مروز ہاد و مجنوں کو — اگر ہم آستان عشق پر حاضر ہوئی ہوتے

نہ ہوتی عشق کو منظور گر بیرنگیاں اپنی — تو ہم ہر عالم مخفی سے کیونکر ظاہر ہوئی ہوتے

بس اب بک بک سی ہو والی حرف نصیحت کو — اگر ناصح ہماری حالت سے ماہر ہوئی ہوتے

مغاں ہیں [illegible] کر دیتی حفیظ اون دونوں ستونکو
اگر ہم مسکن و منبر دار و ساغر ہوئی ہوتے

جگر سینے میں اور آنکھوں سے آب ٹپکی ہے — مری ہی خام جیا نمک کباب ٹپکی ہے

یہ ہو پچھتا رہا آنکھوں سے اشک گلگوں کو — کہ آستین سے مری خون ناب ٹپکی ہے

مغاں مرید ہوا دیکھکے سبکو مست الست — کہ اپنے ہر بن مو سے شراب ٹپکی ہے

وہ جوش رونق عرق پاک دیکھکر گلشن میں — ہوئی گداز گل اتنے گلاب ٹپکی ہے

پڑی ہی ہار روز کی شبنم کہاں کریں آرام — یہ سقف چرخ تو خانہ خراب ٹپکی ہے

سوال یار سے ہکو یہ پیچہیں ظالم — رقیب دیتی کو ناحق جواب ٹپکی ہے

عرق عرق ہی یہ جوش حیا سی یار حفیظ
کہ سر سے تا بہ قدم زیر نقاب ٹپکی ہے

غزل

مت دل اپنا اوسکو تو پائمال بنا دیگا — جو وحشت خاک تیرہ اکسیر کر بنا دی

ہر چند ہی وطن میں جمعیت ہی سبکو عزت — لیکن کوئی تو رہبر گو سفر بنا دی

دام زمانہ اوس سے رہتی ہی شکستہ خاطر — صیاد کو ہماری وحشت پر بنا دی

فرہاد و قیس ہی تیری کیا منحصر دلیری — اے عشق تو ہمیں بھی راہ خطر بنا دی

جوش بہار لالہ گلشن میں کسقدر ہے
تو بھی حفیظ اب تو داغ جگر بنا دی

اوٹھی ہر یک شعلہ یک جہاں جلوہ گری ہے — وہاں ہر شرر سنگ میں انداز پری ہے

اوس شوخ کی نظروں میں جو جلوہ گہ مری ہے — جو حور کی انداز میں غمزہ میں پری ہے

رکھتا ہی زوال اپنا کمال از عجب بخت — پیمان رو گلشن جو خورشید چراغ سحری ہے

یک تختہ لالہ ہی میں داغ سے اپنا — اس سال عجب رنگ یہ [illegible] ی ہے

ہے وحشت غبار اپنا ہوا خواہ کسو کا — دم لیے کہ صبا تجھے بھی ہمسفری ہے

لے جاتا ہے یک طفل دبستان ہیں ہا لا — سیماب کو الفت کی تعلیم پری ہے

کیا آتش [illegible] خطر اہل نظر کو — تن ہو کے یہ عاشق تو انکھوں میں تری ہے

آزاد کو ہے اسباب تعلق ہی اسیری — فارغ خلش دام سے ہم بال و پری ہے

سرمایہ ہی تاراج کن اہل صفا — بیابان غم پر درد کو تمہید تماشا ہے

خود رفتگی اسباب فراغت ہے جہاں میں — کہتے ہیں جسے ہاں شہر بہجیر کا ہے

ہے بسکہ حفیظ اندنوں ہر شکل کا مایل

جوں آئینہ اوسکو ہے پریشان نظری سے

بہار اس سنگ داغوں سے کیا گلزار خانے کی — کہ نظارہ کو جیسے عندلیب بوستاں آئی

فغاں بر لب جو میں دشت غفلت اتنا آیا ہوں — کہا مجنوں نے یہ مجھ سی بلا بے خانماں آئی

قدم دشت مغیلاں پر لہو سے رنگ غربت کی — نظر وا ماندگاں کو جب جگر گو کارواں آئی

کروں کیا دیکھیے جو داغ سمع سینہ پہ کہ از دل — کہ آتش عشق کی تن سے گذر تا استخواں آئی

ہر یکدم پاس ان نوار محبت بار لازم ہے — کہاں اخلاص پر قتیلہ رنجش درمیاں آئی

فلک سے باز کب آہ آتشبار جو دیکھے — کہا اہل زمین نے یہ بلا آسماں آئی

زمین و آسماں یک شیشہ عشق سمجھتے ہیں — تری خوف نیکاں کو جب نظر رنگ زرد آئی

تہہ خاک سحر قصد بربا جل رہا کن محشر — زمین کو خفتگان سے یک صدا الحذر آئی

حفیظ افغاں سے ہوا وہ شاعر کامل

جسے ملک دکن میں کہ میری طرز زباں آئی

حذر ہے

عدو ہی ساکن اہل جہاں کرد دیدہ تر سی — کہ طوفاں خیز ہوں کا شعل نکلا ہی آگ گہر سی

جہاں ہیں سکہ بھو مایہ کو شہ پہ نہیں زر سی — کہ نا بینا کہیں بینا ہو کحل الجواہر سی

نہیں محتاج جلوہ تیرہ بختی وفا کی ان — کہ داغ دل چمکتے ہیں شب ہجر اختر سی

قیامت سلسلہ ہے عشق تماں تیر کمان سی — کہ ہر دیدہ آئینہ نکل آتا ہے جوہر سی

کر آنکھوں کی شعلہ جاں سبزہ تخم اپنا — کہ سیرابی ہو مزرع کو چمن ہمند ہے

قدم گرتی نہیں آوارگاں راہ محبت میں — بنا گرد باد دشت ہم آہ رہی سر سی

نہیں گرتا ہے بغیر از خال رخسار بتاں جلوہ — کہ اخذ نور ہے سیماب ماہ کو ہی تیرہ اختر سے

ہوا بر آرہا ہی اضطراب دل سے ظالم — تب ترسا تری دیدار کو ہم اسقدر ترسی

کسو کے کام آتا ہی کبھی سرمایہ ظالم — نہیں ممکن کہ رفع تشنگی ہو آب خنجر سی

خیال آیا تھا شب کس کی زلف عنبر فام کا مجکو — کہ بو نافہ مشک ختن آتا ہی بستر سی

عدو ہی چارہ اہل ضعف سے مایوس تنہا ہی — کہ حاصل استخواں ہیں کو ہی صید لاغر سی

میسر شربت دیدار یار اس جلد ہو شاید

حفیظ امید ہی مشکل کی ساقی کوثر سی

کیا وہ افسردہ طبیعت ہم گلشن باری — آہ جو کنج قفس میں ہو ہی ان ماری

جوشش سخت دل میں جو ہے گرمی ہے
آگ لگنے جو کوئی سنگ پہ آہن ماری

برق صد خرمن گل نالۂ دل اپنا ہے
بلبل آگہ نہ ہوا ہر دم شیون ماری

قطع کر وہم و گمان تیغ یقین سے دل کی
خار ہر جا نگہ یار پہ جو رہزن ماری

دل پہ ہیں آہ کے ٹکڑے اور بت الگنی ہے نگاہ
پارۂ لعل نہ جب سطح کوئی گلشن ماری

خار نا رکھو زخم جا لیے ہم درد
ایک چشمک ہے وہ اگر کوئی برہمن ماری

سینہ چھلنی ہو گیا منشا یہ خیال مژگان
حسن مجنوں صفحۂ قرطاس پہ پروزان ماری

مشت پر اور قفس ہیں اب غنچہ جای بلبل
یا الٰہی کوئی صیاد کہ گولی ماری

اغنیا دولت کو ہیں سے ہیں وہ آزاد
جو کہ ہیں اہل ہیں در دولت پہ آگ ماری

عندلیب چمن طور تجلی ہوں میں
آشیانہ ہے مری برق نہ دامن ماری

رہ غریب الوطنی اس دور میں ہو ہمیں کہ حفیظ
دست بر سر ہیں احوال سے دشمن ماری

عشق میں محو دل ازاکی دل ہا پوسی ہے
بسکہ ہر داغ بدن اپنا پر طاوس ہے

قید تر و دستی سے اپنی عاشق مایوس ہے
موج سیل اشک جنوں زنجیر بت پابوس ہے

ہوں زادوش طبع کو با وجود ادب سے حفیظ
گوہر غلطاں مرا شمع و ہم فانوس ہے

ہوں

ہے تو ڈر سے فطرت میں کم ہمارے عقل کل
یاں ہر اک طفل دبستاں مکتب جالینوس ہے

ہے لطافت سے مرے جامہ کشتہ کتاں
خار دشت آہ گرد باد وحشت کا ملبوس ہے

موج بوئے گل ہے زنجیر سر شوریدگان
یار بن کنج گلستاں خانۂ محبوس ہے

التجا ہی نامہ بر کہتا ہے نعش مریض
حال عاشق کا شکست رنگ ہی جاسوس ہے

ہے نہایت چشم تر بینائی دل زنہار میں
خاک اپنی توتیای دیدۂ طاؤس ہے

عیش باغ دہر ہے سرمایۂ آشفتگی
یاں خط ریحاں گل شبنم کف افسوس ہے

نالہ بے مغز نہیں ہے بسکہ عبرت کا مقام
خفتگان کو صبح آگاہی صدائے کوس ہے

ہے پناہ اہل جلوہ عالم سر گشتگی
ہر نگہ کو شمع بالیں کا بر فانوس ہے

آستین افشاں گذر دنیائے دوں سے اے حفیظ
بسکہ یاں تر دامنی غارت گر ناموس ہے

صد اداؤں کم ظرف کے ہے بس ہو تلمیذی
کر بیاں آواز سا ہم نغمۂ داؤد ہے

تیغ کھو اور کشاکش آئینہ روئیدگی
نمایاں عبد ہے جان صورت معبود ہے

کمال عشق ہو تو صورت البرقہ مقابل ہے
کہ تصویر ایاز آئینۂ محمود ہے

مرات وحشت [illegible]
فریادنہ مقصود [illegible] ہے مقصود ہے

اگرچہ کاردان دیر کہنہ ہیں لیکن — سواد کعبہ اپنی منزل مقصود ہوتا ہے

بغیر از دل جلدی مرتبہ حاصل نہیں ہوتا — کہ ظاہر آتشی کو ذات اپنی معبود ہوتا ہے

کرا رہتا ہے رشتہ اہل کو درتہ چشم خوابی کے — اوسی تیغ زبان کم جو تیغ زنگ آلود ہوتا ہے

نظر آتا نہیں ہم کو بغیر از خورشید عالم کو — کہ ظاہر اپنی اعتدال آہ سحر پردہ دود ہوتا ہے

کمی کرتا ہے مجذوب دل بغیر از آہ پروا یا — کہ گرچہ آہ ہر [illegible] حباب [illegible] ہوتا ہے

نہ [illegible] کاسہ گدا [illegible] آب دریا — ہمیشہ کو جسقدر کم کیجیے افزود ہوتا ہے

حفیظ اب تک تو گزران ہے معبود کا صدقہ

کہ جو نشتہ [illegible] موجود ہوتا ہی

ہم [illegible] محفل میں اوس [illegible] — لگ اوس [illegible] دامن [illegible]

رکھی [illegible] کتابت اوس [illegible] — تار سطر [illegible] سنگ خارا ہے

ہر وظیفہ [illegible] یار گردش چشم بتان — دانہ تسبیح اپنے کم نہیں سیارے سے

قابل آشفتگی ماجرای کوہ کن — کیا کیا سنعام [illegible] عاشق بیچارے سے

گردش چشم سیاہ یار کی آور کان — باج خواہان میں [illegible] گردش سیارے سے

پنجہ وحشت اوڑا دی [illegible] — [illegible] ناخن [illegible] بار [illegible]

اسقدر افراط جوش آب ہی دریا میں — باغ میں سرو لب جو کم نہیں فوارے سے

مجکو طفلی سے نہیں ہے جو اب تک یاد ہے — ہر گھڑی ویرانہ وحشت جیسی گہوارے سے

دیکھکر آشفتگی میری لگی کہنے حفیظ — اندنوں [illegible] نظر آتا ہے تم آوارے سے

قطعہ

بے سر گئی [illegible] آب ابر [illegible] رج

[illegible] خون [illegible] دامن [illegible]

[illegible] گوشہ تمام رخسار [illegible] — جب [illegible] جلوہ [illegible] کا [illegible]

بہر استقبال [illegible] — ناوک بیداد خوبان [illegible]

کار وحشت سیر کے قابل [illegible] — جب [illegible] گل [illegible] جیب [illegible]

مغفرت میخانہ [illegible] — بخشش [illegible] خلق [illegible]

گر تمام نام چاہی [illegible] خلق سے — [illegible] نہیں [illegible]

قیس اور فرہاد تو [illegible] ہی جفیظ

گر [illegible] بار ار الف [illegible]

بندر [illegible] — پر [illegible] حفیظ [illegible]

[illegible] — پر [illegible]

چمن میں بسکہ ہر کہ جسد دیدہ گلکدہ اوس کی — تو در [illegible] ایک سبز مائل بہار اوس کی

ہوا جو خاک نشین تا بکعبۂ راہ فنا — سبک ہیں تو قدم کہ بیت خاک مزار اوس کی

نگاہ مستانہ ہائی اوس خاکو از تو دیکھو — کہ جیسی سر پہ ہے اور غم اوس کی غبار اوس کی

خدا ہی جا بنا کر دیا ہر ہمی نظر آئی — نگاہ ایک بیشہ کہ بزم جہاں بہار اوس کی

سبک ہو ہے عجب بیشہ رہ در دہر — کہ جب جہاں آتی تو با افتخار اوس کی

تقدس بزم نگوں کر حسین ہا موج عرب — نہ بیشہ ایسے مکان کو اعتبار اوس کی

نہ خاک تفتہ ہو رہ دشتا ہاری ابر — خدا نخواستہ اگر کہیں بخار اوس کی

عدو کی ایک قناعت کو دوسی سنگ ہوں — نہ سیل قدم کوہ زینہار اوس کی

ہجوم ضعف و رقت تھا ہم میں کہیں کہ ہم — ہزار بار رجوع بیٹھے ہزار بار اوس کی

ہنوز ضبط سے بیٹھی ہیں جہاں حضرت دل — پرانے آج دیکھو کہ تنہا اوس کے کنار اوس کی

نہ بیٹھنے دیا کبھی زمانہ نے — پیری کلیاں سے ہم خراب خمار اوس کی

انہوں نے کیا کو جو سے نکلے ہر ایک تیر — کہ جب ان کو بیٹھے کسی کو بہار اوس کی

نوشتہ فراق سے گری صفائی ہی بستان — جو شعلہ بیشہ کیا اوس سے کب بزار اوس کی

حفیظ خوابیدہ سایہ گوشہ دل ہی — جدا آج بستر راحت سے بے قرار اوس کی

نگاہ مست مل کر پیسہ بہار آگاہ کر آئی — مسافر با بدلے رخت سفر اور شیشہ جگر آئی

پریشان بر بادہ جلوہ ہا کہ مشت غبار — بہار کتابہ ہی بار تند سے جہان میرا آئی

تقدس عالم وحشت کا اپنے کیا کہوں — کہ مجنون ایک طفل تو جنون آخر میرا آئی

مدد ان شمع ضیا جام رسیدہ تو تھی — بہم پہنچا ہی بار لعل ابر گہر آیا نہیں میرا آئی

ڈوبا ہی یہاں سکی میں سیاہ علامت — و گرنہ چون حباب آزاد دریا یہ

نگاہ جو جہاں میں وعدہ وصل نے فرمایا — نہیں ہم خبر کو فراق تحمل گوارا ہی

دیکھا دیدنی کیا بخت برگشتہ حفیظ اس کو — کہ رخصت کر دیا میں نے تم از ناصح کو میرا ہی

جہاں ہم بیکھم سے مائل گلگشت وہ گلی ہے — تو اوس کا خار دامن گیر ہم کو مرکان بلبل ہے

جہان کنج چمن ہاں کا مست ہو ز لب بادہ — تو جا ہی شمع ہاں روشن چراغ گل ہے

قدم ہمت عشق میں کیا کر دیا ہی خطرہ اگر — گذر جا سر سے اہل آبرو یہ تیغ کا پل ہے

طعام بنک ہی آدمی و دردیا ہے — کہ جو دل عشق سے خالی تر کیب پتنگ کا پل ہے

بجا ہی گردنت حسرت روی سنگ آستان — خدا جانے بنا کر کشتہ تیغ تغافل ہے

ہمی ہیں خاک ہی یہاں تیز ز لغو ہی اول — پریشان گو ہم اس وحشت کا ماننا سنبل ہے

فروغ حسن سے کیا جلوۂ قمر کی نسبت — چراغ عقل ہے جسکا ساتھ خورشید کا گل

عقب اوسکے ہیں فروغ عطارد رنگ رنگ ہے — کہ آسمان پر ہے سرمہ سیہ گان عین تجلی ہے

کبھو ہم نالہ ہم دل جلوں سے تیری بلبل — تری آتش سے ہے دل کا جگر بسا ہے

حفیظ اوسکے ثنا خوانوں کی محفل بہت سی — قطعہ کہ جسکی مدح خواں ہیں فرشتوں کی [illegible]

علی مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا مظہر

امام وارث قنبر سوار شب دلدل ہے

ہر روز سے دلا عنایت وہی ہے — حق تعالیٰ کریم و رازق ہے

ہے رنج درد موجب شہرت — کہ غلط نہ کہو یہ عاشق ہے

سن نام غلط ہوا فرہاد — واہ کیا اعتقاد صادق ہے

ہر گھڑی کیوں نہ مونس جاں ہو — غم میرا مہربان و مشفق ہے

جسکو کہتی ہیں برق اڑا دی — دشمن خرمن علائق ہے

جی ہی جانے کا رنگ لایا عشق — خون دل آنسوؤں میں ملحق ہے

مشعل مدرسیان عرش ہوئی — آہ سوزاں کمال لائق ہے

چشم وحدت سے ہو تماشائی — ہر طرف کثرت خلائق ہے

دیکھ

دیکھ منفعت کر کے کو سمائی — ایک سے ایک جہاں میں فائق ہے

غم شب وصل ہیں ہی بیداری — جب کھلی آنکھ صبح صادق ہے

عشق سے ہی قیام نام **حفیظ**

اب نہ عذرا ہی اور نہ وامق ہے

میری وحشت سے ہی سر لستان نہ بچا ہوگا — کوئی ہی بتا ہی پر افشاں نہ بچا ہوگا

نہ تکلیف تصور مریض عشق اب اوٹھے — اگر کھینچیگا تو یہ تجھسے ہجراں نہ بچا ہوگا

نہیں ممکن کہ گرم ہو آہ آتشی عاشق — کہ جبتک عاشق کی جان [illegible] نہ بچا ہوگا

تحیر وضع ہم مدت سے ہیں دیکھنے عالم — کہ صورت جس کی آئینہ حیراں نہ بچا ہوگا

دلا مت ہو شرمندہ تیغ قاتل سے کہیں ہارا — قیامت تک مجھے اسکے پشیماں نہ بچا ہوگا

میاں مجنوں رہو بہی تم دیکھ تب ہے — ہمارے دشت کی خاک آپ سے [illegible] نہ بچا ہوگا

حفیظ ارض و سما جب تک نہ ہونگی غیرت گلشن

سر رنگ سیل خون اپنی کہ طغیاں نہ بچا ہوگا

جسکو دیکھو وجد حالی ہے — فرق تار سکے حال و قال میں ہے

مشعلہ طور ہی جاری ہے — اوس جلوہ تیری جلوے ہی [illegible]

ہجر کے مرحلوں کو طی کر ڈال . . . پھر قدم منزل وصال میں ہے

کفر ہی اب نہ نون ترقی پر ہے . ربط کیا بزلف و خط و خال میں ہے

دیکھ میخانۂ محبت کو . سمت یک ایک اپنی حال میں ہے

زلف جاناں کی کثرت ہی . میری دل اوسکی بلا میں ہے

بعد مدت کی ہمکو یاد کیا . کچھ تو کالا سا آج دال میں ہے

کوئی سمجھا نہ ریون بر رنگ ابر . قیض ایک میری انفعال میں ہے

ہوئی اصلی نہیں مطلع میں . حرف کبھی کو بھول دیکھی میں

یکدم اوسکے کمال حسن دیکھئے . آفتاب آج تک زوال میں ہے

دل گیا زلف میں خدا حافظ . مرغ وحشی کو موت جال میں ہے

اپنے سایہ سے بھی جھجکتا ہے . اتنی وحشت کہاں غزال میں ہے

سم کردی ہے یاد ہجراں کے . آجیوں اگر وصال میں ہے

پھر ملیگا حفیظ وہ تجھ سے

جان جو بس رکھ عبث ملال میں ہے

سواری ہنک کیا آہ دل پر الم جلتے ہے . کہیں تو مینہ برسا جو ہوا ہی سرد چلے

سیر کار دن کا

سیر کار دن کا ہی فقط گہ تحریک عشق . کم اگر تشنہ ہیں پانی ہاتھ سے جب تک چلے

رواں ہی رنگ کا ہر جمن آہ سرخ آتش . کمر لپٹے کا دامن سایہ جیسے گلو چلے

کیا دیوان جب ایک جا ہی لاکر گرمی . زبان کو آج تیری اسقدر ای تو چلے

نظر نامۂ اعمال رکھا حفیظ اپنے

کر چلے وقت آخر سا تہ اہی تو چلے

جب خزاں آئی چمن میں کون دمساز ہے . یک پر بلوطی بال مانع پرواز ہے

دل گرفتہ سے ضعف سا دم ساز ہے . جنبش دم رنگ عاشق کو پر پرواز ہے

ہر حقدار آرا سے یہاں اوج بہر پاناز ہے . جسقدر طاؤس پر زینت ہی کم پرواز ہے

سے ہی خیال سر بلند سے دیوار چمن . کون یہ گنج قفس میں زمزمہ پرداز ہے

پاس ناموس جنون سے ہم نکل سکتے نہیں . ورنہ باب خانۂ زنجیر دایم باز ہے

منتشر کردی صف محشر یک ہی ہم زدن . ہر ملک اوس کی شوخی دیکھ کر فتنہ انداز ہے

یار جس سر سایہ میں ہیں سدا غمنا کہ ہم . اپنے سیل اشک طوفان خیز بے آواز ہے

پشت گردی دیکھ ہم پر با طوق لگا دیتا ہی اگ . آپ ہم پر ان ریشتے تو کیا غماز ہے

ہر گرفتہ دل کو ہر رنگ ترقی آہ سے . حق میں غنچہ کے دم باد صبا اعجاز ہے

حسن ہمارے سے نامۂ رنگین ہوگا　　صید تو پلکوں کی منفعل شہباز ہے
جام مرغان گلستاں سے ہے طرز فغاں　　نغمہ آرائی میں عندلیب اگر ممتاز ہے
شور محشر سے ہے کیا دست و گریباں ای حفیظ
شکر ہے اپنی فغان ناتواں پر ناز ہے

یہ نہ تھی رسم آشنائی کی　　تو نے امید و ستم بیوفائی کی
اوسکا دل پر ستم ہے کیا آہ کیا　　آہ دنیا نے کج ادائی کی
شعلۂ آہ تا فلک پہنچا　　آگ دی کس نے کیا جدائی کی
دیکھ اوس مغبچہ کو زاہد نے　　نہ بیک جام رسائی کی
ہاتھ پہنچا نہ اوسکے دامن تک　　اپنے طالع نے نارسائی کی
تا بہ پرواز باغ اور نہ بسکے　　واہ صیاد کیا رہائی کی
اپنے واماندگی پر کیا رو دل　　خضر نے بہی نہ رہنمائی کی
دشت خار اور رہنما ہے گر　　تیشۂ آفت نے ہنہ پائی کی
آپ گم ہو غم بتا نہیں حفیظ
مجکو کیا ہے خبر خدائی کی

بیدل

پیرہن میں مجہی تن رکہا تہ نظر آئے　　جب قفس لگا دہنی تمہیں نظر آئی
دل ہار دیا اپنا جب خواب میں دیکہا تہی　　جو خاک رہ شہاد دیکہا اکسیر نظر آئی
گل ہو گیا پروانہ اوس شمع شبستاں کا　　کچھ آج یہاں بلبل دلگیر نظر آئی
ہر رنگ میں تصویر ہیں کہنچا ہے تیرا نقشہ　　جب آئینہ دیکہا یہی تصویر نظر آئی
پابند ہیں یار اپنی اوس زلف کے ناطل کے　　کیا موج سر آب اونکو زنجیر نظر آئی
یک روز نہ سے ڈالا ہے اوس نے قیامت　　نالۂ دل ہے تیر تا تاثیر نظر آئی
گو جام میں جم کو تہا کونین کا نظارہ
لیکن نہ حفیظ اپنی تقدیر نظر آئی

جب سے دل اوسکے پاس رہتا ہے　　خوف ہجر اوداس رہتا ہے
کاہش افزا ہے وہ غم دوری　　جس سے بہی نہ ماس رہتا ہے
اوسکے منزل ہے وہ جہاں عاجز　　اپنا وہم و قیاس رہتا ہے
پہر وہ پہر ہو نہ برقع صبح　　عارض جب لباس رہتا ہے
گلبدن کا خیال ہے دل میں　　جیسے غنچہ میں باس رہتا ہے
اوسکے رحمت سے زلف گلگون　　وصل سے کیمن بر دس رہتا ہے

کچھ تو دل نے کہا کہ حفیظ کتنا الفت کا پاس رکھتا ہی

تو نے دیکھا کہیں وہ ہوش ربا

آج کل بے ہمارا اس رستا ہے

راحت و آرام کی دشمن جانانہ ہوی — دل لگا شہری غزالوں سے دیوانہ ہوی

روشنیٔ طبع نے میری کیا مجھکو تمام — شمع سا سوختہ درد [illegible] استخوان ہوا

آہ و زاری سے عدم میں جا رہا [illegible] — مبتلا دام ستم صیاد کا ہو کر

آہ میں صحن چمن میں کمینہ رہا گرم فغان — جانب [illegible] سے میں مرغ تسلی ہوی

یہاں طالب عشق علی فیض یہی کو دیکھ — نہ تکلف دیدہ یعقوب نے [illegible]

عیب ہے صحرا نورد ہو کر لباس عارضی — اس لیے اہل جنوں عشاق عریاں ہو گئی

دیکھ محراب خم ابروی جاناں ای حفیظ

طالب سجدہ ہوا اور نظر [illegible] ہوی

اگر گھر سے چمن کو سیر دلبر نکل آوی — مہ شمشاد قمری باغ سے باہر نکل آوی

عدو کی آہ سے آخر خلل انداز راحت ہے — کہ خار زیر بستر ہو وہ گر بستر نکل آوی

کروں اہل کیفیت کو [illegible] — کہ [illegible] گردخت [illegible] باہر نکل آوی

رہی ہر کا کاوش آہ دل میں اپنے ہمدم — کہ شاید اس [illegible] نکل آوی

دماغ آشفتگی میں [illegible] — ابر وہ کالبد صحن چمن کو [illegible] نکل آوی

ہمیں تا [illegible] عشق میں [illegible] — اگر [illegible] نکل آوی

سنے سیر شعر تو سمجھی حفیظ اب اور بھی مطلع

کہ شاید اس غزل سے [illegible] نکل آوی

نکیوں [illegible] آہ میری اکثر نکل گئی — کہ خاکستر کو جب [illegible] اخگر نکل آوی

گیا [illegible] لیکن خوف ہے مجکو — مبادا کوی غنچہ [illegible] نکل آوی

بہار نو [illegible] صحن گلشن ہیں — تعجب ہے [illegible] بوستانی [illegible] نکل آوی

جلا [illegible] بیداد [illegible] — کہ [illegible] فتنہ محشر نکل آوی

تجھے [illegible] — کہ بام چرخ پہ [illegible] نکل آوی

ہنر [illegible] صورت — کہ [illegible] آئینہ سے [illegible] نکل آوی

فقط تصویر [illegible] — نظر [illegible] صورت گر نکل آوی

گدای خاک [illegible] — وہاں [illegible] صاحب افسر نکل آوی

حفیظ [illegible] کلام [illegible] دفتر نکل آوی

نہ لگ چل اس عدو سے زاہد دل مجبور دیوانے
بت عیار یا مجھکو کہیں چل دور دیوانے

کرو اے شہرۂ آفاق اگر تسلیم ہو حسن کو
جہاں میں مجھ سے بڑھکر نہیں کوئی مشہور دیوانے

خیال اسکا ہے گر غم کو نہیں سے فارغ
سدا رہتے ہیں اپنی حال میں رنجور دیوانے

ہمیشہ سیر جنت ہے ترے صحرا نوردوں کو
غزالوں کیساتھ جاتے ہیں حور دیوانے

ہمیں ہے تو تماشا ہی شہر حسن کا یہ نور دنیا ہی

حفیظ ان حور بروں کو بھی ہیں منظور دیوانے

اوس لالہ رو کا ہمدم جو مجھکو ملتا ہے
سب اوسکو مجھ سے کہتے ہیں پر نہیں سنتے

وہ مکر با ہمنشیں اے مجھ سے میہماں کا
جاتی طعام اوسکے آگے پروستے ہے

کچھ خط ہو گیا ہے مجھکو دو راستا ہے
عنبر اہا ہے کیسے ظالم اور مجھکو

بس اوٹھا میکدہ سے پیر مغاں دختر
اب لے چلی ہے پانی می کہ ڈھکیلتے ہے

اب تو حفیظ اوسکے یادوں میں ہر دم

بے اختیار اپنی دلکو مسوستا ہے

حسن تد اوفنی کا سنتے تھے
آج دیکھا تو سرکو دہنتا ہے

ہمکو گلچیں باغ سے ہٹا دیا
اپنے ٹکڑے جگر کے چنتے ہے

ہم اور وہ آتے ہیں پیا ساغر ایک کباب
رنگ سرخ ہاں قریب بادہ بنتے ہے

نسخۂ عشق کا نہ نکلا حرف
اوس میں جو خوب پڑھنا گنتے ہے

جوڑ کر اپنے تار رشتہ حفیظ

جانے کیا جنون میں بنتی ہے

اوس مسیحا کی بلا آتا ہے
دلوں جان چلے جاتی ہے

حق میں اوسکے غبار اپنی کے
کیا صبا دیکھئے فرماتا ہے

ای مریض غم ہجراں کو نہ ہے پچھ
لکھنو کو اب وقت ویا یاتا ہے

سہ گیا حسن ہو دل آنکھوں سے
یہ جدائی تیری دکھلاتا ہے

ہیں یہ صورت کہ مریض غم ہاں پاس
اجل آتا ہوئی شرماتا ہے

آ ملی اب جلد کر بچپا دیکھ
جان تجھ بن مری او کھاتا ہے

بیکلی بار رحم مجکو نہ کہیں
گھر میں غم کسیکا بند کہاتا ہے

یہ نزاکت ہے کہ توبی کل سے
وہ کہیں با غیں گھبراتا ہے

ای حفیظ اوسکے شمیم کا گل

جان عاشق پہ بلا لاتا ہے

بدولت عشق کی یہی رہا گرم دید تو ہوتا   چراغ کفر محفل میں میری خورشید ہوتا

یہ وہ در ہی دیر پیر مغاں اک نہ دوراں   ابھی تک جام میں عکس رخ جمشید ہوتا

کرے ہے عاقبت ضعف پیری سے عالم   قد خم گشتہ عاشق ہلال عید ہوتا

کسے ہستی ہی فکر قوت آتش میں سمندر کی   تو کل میں گلوں کا کام یہ تائید ہوتا

حرم کو چھوڑ کر کعبے دیر کا راہی ہوا ناداں

حفیظ ایسے در رحمت سے نا امید ہوتا ہے

وہ چشم ترا گہوں کی نظر کب ہو شیریں رکھی   جو جلا دیا و نیم اور کر چالاک ستمگر رکھی

تہ بہ جادو کی کہاں اس زلف و رخ لا الہ الا اللہ تو   جرانے بحر عماں ہی خیال اس کو حریم رکھی

او لٹ جادوی گل و بلبل کا دم ہوس تو ہی   اگر وہ سرو قد بالا دولت سرکوبی رکھی

ہلال عید مانند ہو یک سر ہر عالم   نظر جو ماہ ابرو میں آغوش کی رکھی

قدم راہ طلب سے کھینچ اور پابند ہو   کہ تا یک خلق سر اپنا تری پاپوش پر رکھی

نہ ہو دوی نیک نفس دیکھ خدا رتبہ حفیظ اور اعلیٰ

نگاہ بد اگر زاہد بت مینوش پر رکھی

جو ہیں آگے ہر داغ دل کی اوس کے   تنفس ہے چراغ صبح کو جھونکا زندہ

بدن موج نقش بوریا دریای وحدت   نہ کبھی لہراتی نہیں تو پھر عیاں ہے تی کیسی

طلب برتر مرتبہ ہمنشیں کو نہیں مطلب   کہ با این آرزو اپنی طبیعت ہے غنی کیسی

بدولت عشق کے وہ تیر نگاہی نہیں ہے   کہ جو واقف ہے ہوتا ہی کانٹی کیسی

ہر یک دم اہل دنیا پر کھڑا دنیا پہ مرتا ہے

ایسے کو جانکنی کہتے ہے حفیظ اور جانکنی کیسی

ہمکو کب وہ یار محفل میں شمع خانگی   آ نہ سکتا ہے حباب پروانہ پر پروانگی

وحشت افزائی تہاں رکھتا ہے عقل جو رہی   کھینچتے ہے آسماں پر سر مری دیوانگی

ہمان مقیم وسعت آباد عدم جی لیجو بس   دیکھیے اس تنگنائی دہر کو ویرانگی

اب سر و دیوانگی رسم ہی نہیں رہی جو رہ   باد ایام کہ تھی زنجیر پا فرزانگی

دیکھ کر شیخ و برہمن ہو گئی ہم کیفیت

عین وحدت ہے حفیظ اوس چشم کی مستانگی

در پیش ہے گرم جو دیکھا حجاب سے   شوخی نگاہ کی برق سے نکلی نقاب سے

یاران رفتگاں سے کہہ کر ہٹ جائیو   کس کو ملی کم ہستی میں باد رکاب سے

جب کھلی ہیں دیر کعبہ میں آب   پھر آنکھ لڑ گئی اوس خانہ خراب سے

اہل جہاں کو لگیا دنیا ہی کا خیال   افسوس پار بہ گئی موج سراب سے

غفلت سے اپنی دیکھ نہ کچھ دید کائنات
نظارہ گنج جو کھلی آنکھ خواب ہے

ہر موج اس محیط کی طوفان در کنار
رکھ [illegible] باد میں حباب پر آب ہے

اہل فنا غریق ہیں رکھتے ہی کب نگاہ
مت پوچھ گوہر کی حقیقت حباب ہے

پیری میں صبح شام غم [illegible] کچھ نہیں
یہ نکتہ یار رہ گیا عہد شباب ہے

انجام خیر رکھتا ہی کار نکو حفیظ
ای یار مڑ نہ موڑ یہ راہ صواب ہے

سخت وضعی چھوڑ تا آشنا ہو سنگ سے
ہو گیا روشن دل آئینہ نکل کر سنگ سے

شیشۂ نازک دلا تکو کیا ہی آتش سنگ سے
ٹوٹتا ہی استخوان اپنی شکست رنگ سے

مجھکو امید وفا ہی اس بت بیرنگ سے
دل خدا جانے کہیں سر مارتا ہی سنگ سے

بر سر زنجیر لگے جوش جنوں آئی بہار
نالۂ زنجیر نکلے ہی ہزار آہنگ سے

راستی ہی جادۂ ہستی کا باعث ورنہ یار
کچھ نظر آتا نہیں سوزن کو چشم تنگ سے

صلح کل ہی بیخودی ساقی نہی طلب [illegible]
کب تلک جنگ و جدل [illegible] ناموس اور ننگ سے

[illegible] لب پر سبزۂ خط کیا نکالا یار نے
مفت آئینہ گیا آپ اپنا [illegible] زنگ سے

ہے کسی [illegible] طبع مردانگی [illegible]
مت نکل جب تیغ جوہر [illegible] زنگ سے

ہی نظر میں سبزۂ خط یار کو کتنی ہی دور
دیکھتے ہیں ہم ہوا حسن خوش رنگ سے

کہ

سخت مضمون لکھا ہی جلوہ فیض کی صورت حفیظ
نسخۂ شمع محفل اپنی چاشنی میں شعر [illegible] رنگ سے

کیسا جمن حباب اہل فنا یاد ہم نہیں کرتا
غریب اس کو جو ہم سمجھے زندگی کا غم نہیں کرتا

فلک [illegible] زمین کا سفر [illegible] ہم [illegible]
کہ جب [illegible] آشنا باہم نہیں کرتا

وہ کشتی [illegible] زخم خوش [illegible]
کہ اس عالم [illegible] جو غم نہیں کرتا

جو دیکھا [illegible] نہیں [illegible] نرگس زمانہ میں
وہ سرو گلستان [illegible] قامت خم نہیں کرتا

اور سے محبت اپنی عاقبت منظور ہی کب تک
حفیظ اب کیوں [illegible] حضرت آدم نہیں کرتا

بہت [illegible] گنج لحد میں رہا فراغ مجھے
یہ آفتاب قیامت ہوا ہی داغ مجھے

کرے ہی داغ تماشا بلبل [illegible] مصفری کا
اڑا کے لے آئی عدم سے ہوا باغ مجھے

نہیں ظلمت شب کا خیال ای ساقی
کہ جام بادۂ گلرنگ ہی چراغ مجھے

ہوا ہی وصل [illegible] ہوا ہی کم یارب
[illegible] سراغ مجھے

کیا ہی سینہ کو [illegible] محبت نے
ہر ایک چاک جگر ہی مرا ایاغ مجھے

حصول [illegible] سالک کو
کہ [illegible] چراغ شب تار [illegible] داغ مجھے

حفیظ رنج ہی [illegible] تکلیف باغ اب دل کو
کہ بو [illegible] سخت ہی دماغ مجھے

آتش عشق اسقدر بھڑکی ہوئی ہے سینہ میں   شعلۂ فانوس سا ہے جسم سراسر میں ہے
تیرہ بختی جوں شب سیہ نگار ہی پر ہے   جلوۂ صبح قیامت استخوان تن میں ہے
بلبل باغ جہاں ہاے ترنم سنجی کہاں   ہم نوا نوسے ہمارا کون اس گلشن میں ہے
کھنچ گیا ہے قد پر کشہ سرو قد ہستی نگار   اور زہ گل ہی قیامت جو بیکسی تیاری میں ہے
عالم کثرت ہوا بالیدہ وحدت سے ہے   جب کہا اس نے جانانہ پھر جو سن میں ہے
دور ہے حسن خلائق سے ہمارا عشق   پاے استغنا ہمارا اس کے دامن میں ہے
سخت دل انسان کا صورت ہی نہیں ہے جانِ حق   چاہیے آئینہ ہو سینہ جو پیکر آہن میں ہے
تیرگی اعمال کی سب سے نکلتی ہے ہر طرف   نور دل کب ہے فتیلہ جب تلک روغن میں ہے
کس سے پوچھیں ہم بساط ارم جو گلشن ہے کہاں   عندلیب باغ اپنے آپ سے رنجور ہے
راستے کی گو لگا پردہ ہی گرم فغاں   التیام چاک کا و زنجیر رشتہ سوزن میں ہے
منتظر ہے آج گریباں بلبلی کا بازو   دامن صبحگاہی گل گلشن میں ہے
اوسکے آنے سے خود الله پہ غم خانہ مرا   جلوۂ طاؤس کا عالم ہر ایک روزن میں ہے
چاک سینہ میں ہر سو داغ ہے لطف دگر   جابجا آتش جلوہ لالہ مری گلخن میں ہے
اوسکے خلقی پھر جی ہیں ہم دل آرام   دوستو کیا جانیے کیا آدمی دشمن میں ہے
آتش عشق الہی کھنچتی ہے بس کہ   آج کیا سرگرم ہے وادی ایمن میں ہے

آستانہ سے حفیظ جارہا ہے اب در یار کے   سر کو شیدا ہوں کیا کہ طوق بندگی گلو میں ہے

اہل گلشن کو نہ ہے ساماں فغاں درکار ہے   سبزۂ نورستہ ہر جا صورت زنگار ہے
عارضی جلوہ کسے اہل دید کو درکار ہے   قتل اختر نور خانہ دیدۂ بیدار ہے
چشم حیرت جابجا اول تو رفیق دیدار ہے   ہیچ تر غنچہ ابھی دل سے تو مرا غمخوار ہے
وحشت دل کیا گئی آخر بہار خلق پر   اپنا یہ چاک گریباں ہے بہ لب اظہار ہے
دولت دنیا اسکی نہیں جو کیا ہے   انگہ حرہ اپنے نظر میں رخنہ دیوار ہے
اہل غربت مہماں اپنے کو کرتے ہیں عزیز   یوسف مصری کو دیکھو قافلہ سالار ہے
لیت مضمون خرابہ یادہ منصور کو   یہ سمجھ کر سر دار ہے
عالم سر ہے ہر کسی یک گریہ بار   صبح کا خورشید دیکھو تو گل دستار ہے
اس دل کافر کو کعبہ محراب ہی ہے   دیر کے گریباں پہ ہر رنگ گردن زنار ہے
تر دیدہ کو اسباب غنا ہے ضرور   دامن گریہ سے دامن گلزار ہے
نگاہ حسرت پر حفیظ اپنے رکھ ہاں بخت   یک نگاہ لطف آسماں کی بس دنیا ہے

بجلی کو میری آہ کے تعلیم ہو گئی
یہ وہ ہے شمع طور کو اقلیم ہو گئی

گرم حجاب ہے کہ نہ دیکھا گر اس طرف
ذرہ تھا ہوا ان دیکھو فقط نگہ شمیم ہو گئی

وہ قد ہے شمع عاشق پروانہ وار کو
کیونکر نہ مجھکو یار کی تعظیم ہو گئی

الطاف و قہر یار کا ہے جب سخاوت برق
امید آب یاری کی بیم ہو گئی

غیروں کو جام ہے ہم کو نگاہ گرم
دل کھینچ نہ ساقیا تری تقسیم ہو گئی

وہ برق ہے ہزار ہوس ایک آہ میں
ملک جفا و کو تسلیم ہو گئی

دست کرم ہو گرم سخاوت اگر حفیظ
دونوں جہاں لگا دم میں زر و سیم ہو گئی

وہ ہیبت ہے کہ اپنا نالہ جانکاہ ہوتا ہے
کہ وادی میں ہماری شیر زرد روباہ ہوتا ہے

یہی وہ لعل و بستان ہے جنوں مشتاق جنت ہیں
کہ میدان قیامت جیرا بازیگاہ ہوتا ہے

کلام مختصر حسن رخ جانانہ عاشق کا
کہ طول زلف اپنا قصہ کوتاہ ہوتا ہے

اگر اہل سخن ہیں سر بسر ان فن کے نہیں
تو یوسف خضر ہر کاروان ہمراہ ہوتا ہے

خدا کو بسمت جاتا ہے تو نکلی دیکھنے کو جلوہ
حفیظ ان کافروں نے ملک کھینچ گمراہ ہوتا ہے

الخ

نشت پرستی ہی حجیب ب مغرور جیسے
ستم ظریفوں کے بسبب دو محبوب جیسے

ماریکا رنگینی بلبلی سے آتی ہے بو لالہ
زہر آتش میں ہے نہ دل میں مری منظور جیسے

ملاو کے بات مسیحا کی گھونٹ زنہار
یہ تو لب ہے میرا بیل رنجور جیسے

اب بلکنی لگی جب شمع ہے زنشعلہ
آتش عشق مری دل میں ہے مستور جیسے

نالہ کر بیٹھا مت اے دل کہ ظرف نہیں
آرزو جی کو رہتی ہے تا بلب گور جیسے

نگاہ کیا گلشن غم رنگ بہار فرحت ہیں
جب سے میں خانہ آغوش ہوں وہ دور جیسے

اتفاق ایسے تنگ ظرف سے ہو کیونکر حفیظ
اوسکو افشا سے غرض مجکو ہی منظور جیسے

بیان کب عبد کے معبود کی توحید ہوتی ہے
کہ ذرا سے کوئی خورشید کی تقلید ہوتی ہے

میرا رنگ ہلال عید آغوش تمنا ہے
تعجب جو دیکھا ہی ہلال حسرت عید ہوتی ہے

ترنج بخت اہل صفا کو صحبت رنگین
کہ گوش گل میں شبنم رشک مروارید

نہیں آیا نظر قید خودی میں جلوہ عالم
سر زنجیر ... تو دید ہوتی ہے

مقابل آگے نکلا ہے آہ ناتوان جلوہ
کبھی اس شمع سے سحر رو کسی خورشید ہوتی ہے

بجنس کج جو آئینہ کو دیکھے منفعل ہووے
کہ روشن باطنوں کو غیب بانہ دید

کہیں رنگ سغر بانہ ہوتا پردہ اولی کا ان — کہ ہر دم اس کے اعمال کو ہیچ نہ کانگہ مرتا ہے
غیر آئے سے گلشن میں گلو بر رنگ نہ ہوتا ہے — کہ اگر خورمی بہر خزانی تو لیہ ہوئے
کلام مختصر تیغ دو دم ہے طول گوئی کو — کہ تقریر سخن قاطع ہے تمہید ہوتا ہے

جہاں نہیں چھوڑ کر غنیمت حفیظ اخذ نہیں کرتا
مقابل جام کے کب دولت جمشید ہوتی ہے

مقبل حباب اپنی لی وہ تب اپنی — تیناگرچہ سکی دم تیرہ کا بھی آئینہ
مانع ہے ایک مریں کے ترکیب خطا اپنی — لیکن درد عشق کی کوئی دوا ہے
میری میں مجھ کو بھی مبتلا الا تعلق — آخر زادائی کا سحر عصا ہے
تمھاری جو تعزیر لا الا کیے ہے — بل بیچارے دو ہو کوئی دم زرا مے

مشکل کام حفیظ اسکو نہیں رہا
تیر اخر آدات وہ مشکل کی سپنے

نہ تنہا لب ہلانا اوسکا مردوں کو جلاتا ہے — خرام ناز بھی گویا قیامت کو اوٹھاتا ہے
صدا آتا ہے جسکا فتنہ جو ابھرا جاتا ہے — یہ ہو ہو ہر ادا تیری مجھے کچھ کچھ سمجھاتی ہے
لبوں پر جو جلا آتا ہے استقبال کو جسکے — نہیں معلوم یہ غارتگر جاں کون آتا ہے

تمام

تماشا کو جو صحبت قاتل کا دیکھیں چلا جاتا ہے — کہ کو قالب ہر دم آیا ہر گھڑی مسکراتا ہے

حفیظ آگاہ کیا ناصح رزدی کے لگاوٹ سے
لگی جب سے گھڑی لوٹے ہے یہ الفت کا ناتا ہے

کون کافر تھا عدم میں مبتلائے زندگی — حکم سے تیرے ہوئی ہے یہاں آشنائے زندگی
کھینچ لایا ہے عدم سے جذبۂ عشق ظہور — ورنہ کرتا کب دماغ اپنا وفائے زندگی
یہ فرہ کیسے ہوئی ہے یہاں عالم کثرت میں آ — قرض کے مانند کرتا ہیں ادائے زندگی
اوس مسیحا کا کوئی غارتگر جاں ہے کہاں — آہ جب پاس تیرے نہ ہے دوائے زندگی
دم غنیمت جان مت بھر دو گھڑی مانند حباب — آئینہ بر بام ہو تو ہے بنائے زندگی
وار دیکھ بن کتنا ہے کاسہ چرخ مانند حباب — اس لیے التجا ہے برائے زندگی
یہ نیاز لیے گذرتا تھا عدم میں سعد — جو بچھے کیا ہے اور الانس ہوائے زندگی

جسم کو نظارہ آئینہ رکھیے اس گھڑی سا ہیں حفیظ
تا نظر ہو رنگ سے آویز فضائے زندگی مطلع

مطلع

نہیں پیدا رنگ جو ہوں پامال کرتی ہیں — بر رنگ لالہ نہ ہوں ہم فلک کرتے ہیں
سینہ میں تیرے دل کو گرد کا عقدہ ہے
بجز آتش نہیں کھلنے کا یہ مشکل کا عقدہ ہے

گل و غنچہ سے کو ورشد ہوا ہے حجابات صبا سے ہم — لب تصویر سے کہ مانند اپنے لگا عقل سے
کسے معلوم تھا فرہاد ہو بے سر زانس سے کو — کہو سو عجب کیا ہے عشق کے فن لگا عقل سے
دہن ہے یار کا یا نقطۂ موہوم حیراں ہوں — شبیہ کھینچتا ہے اب تک یہ کہ کو کامل عقل سے

ہزاروں ہے گرہ ہر جا ہی ہیں جس کہیں کبھی نہ ہو
زنار اسا حفیظ اس دل میں کہ مشکل کا عقدہ ہے

قافلہ والی گئی تو خواب میں سرور ہے — تا کہیں غفلت مسافر چونک منزل دور ہے
ہے کہاں موسی جسے دکھلاوں دیدار گشت — یہاں ہر یک ہے تجلا رنگ کوہ طور ہے
جز ہوا کیا کاسۂ سر میں ہی مانند حباب — ایک دم کو بلہ ناداں کس غرور سے مغرور ہے
آب سے بیگانہ ہر ایک ہے آتش جو ہی یہاں آلودگی — روح سے بس ہے حیثیت ہم زخم کا ناسور ہے
کیا بلا ہی ہے کہ دس کہاں خدا حافظ حفیظ
دل ترا سینہ میں دیکھا خانۂ زنبور ہے

یاد خدا یا تماں کچھ تو کیا جاتی ہے — عمر ہم روزہ بیان کچھ تو کیا جاتی ہے
رغبت سفر باندھا کہ جو یہاں ہو — کوچ نزدیک ہے کارواں کچھ تو کیا جاتی ہے
گذرا ہے شب عیش اب صبح کو تو ہی کیا — بیر بہو ای جو دل کچھ تو کیا جاتی ہے

زنگ ہوا

قطعہ

رشک سے ہوا جابی ہے انکا کیں زرد و زرد — راز دل اپنا بیان کچھ تو کیا جاتی ہے
ضبط کیا تک حفیظ ناگہاں قسم آگیا
زیست کے تو بیان کچھ تو کیا جاتی ہے

اور آئنہ میں ہے کس کس مصطفیٰ کے ہے — سینہ میں مثل نہاں ہی پیکان یار ہے
چاک تفتیش سے ہے رخنہ دیوار گلستان کا — گزراں کس فضا سے تیر آسیر بکھر ہے
تیر از رخ سو ہے ہم صبح محشر — از خندہ صورت بہ بر زنیر ہے
شب ہی سیاہ ہوگا خورشید طلعت کے — شام ہجراں کٹ گیا اس صبح ہے

مطلع

جگر کو چھوڑ کے نوک سناں نکل آئی — وہاں زخم گئے یار جان نکل آئی

مطلع

سبزۂ خط کو دیکھا حلقۂ زلف یار میں — رنگ زمرد میں ہے ہالہ مرجان ہے

مطلع

حسد سے اہل دنیا کی گہر حاصل ہی ستمگر کو — کہ قطرہ شعلہ شمع ہی بن جانے درد کو

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]